مسلسل اشاعت کے 60 سال

ماہنامہ

الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

721
ربیع الاول
۱۴۴۷ھ
ستمبر ۲۰۲۵ء

محمد شاہد حنیف
(ایم اے لائبریری سائنس)

اشاریہ ماہنامہ ''الحق'' جلد ۶۰ [۲۰۲۴-۲۵ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تاکہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین و کتب سے آگاہی ہو سکے۔

نقشِ آغاز [عالمِ اسلام]

راشد الحق سمیع، حافظ	شام میں ظالم بشار الاسد خاندان کا نصف صدی پر محیط اقتدار کا خاتمہ [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۴/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	ہندوستان کی جارحیت اور پاکستان کا جوابی وار [اداریہ]	مئی ۲۰۲۵/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	۲۰۲۵ء کا مثالی حج: حجاج کے لئے بہترین و شاندار انتظامات [اداریہ]	مئی ۲۰۲۵/۳تا۴
راشد الحق سمیع، حافظ	اسرائیل کا غزہ کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے کے بعد ایران پر ظالمانہ حملہ [اداریہ]	مئی ۲۰۲۵/ ۵تا۶
راشد الحق سمیع، حافظ	اسرائیل اور امریکہ کی ایران پر جارحیت مگر ایران فاتح [اداریہ]	جون ۲۰۲۵/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	غزہ پر اسرائیل کی ظالمانہ پابندیاں: لاکھوں افراد قحط اور بھوک کا شکار [اداریہ]	جولائی ۲۰۲۵/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	ملک شام: ایک اور مسلم ملک عالمی سازشوں کی زد میں [اداریہ]	جولائی ۲۰۲۵/۳
راشد الحق سمیع، حافظ	قطر پر اسرائیلی جارحیت [اداریہ]	ستمبر ۲۰۲۵/۱۰تا۱۱
راشد الحق سمیع، حافظ	قطر پر اسرائیلی جارحیت۔ گلوبل صمود فلوٹیلا: عالمی قافلہ جرأت و استقامت [اداریہ]	ستمبر ۲۰۲۵/۱۲

نقشِ آغاز [شخصیات، وفیات]

راشد الحق سمیع، حافظ	''حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: حیات وخدمات'' ماہنامہ ''الحق'' کی نئی خصوصی اشاعت [اداریہ]	نومبر ۲۰۲۴/۵
راشد الحق سمیع، حافظ	حضرت مولانا خلیل احمد مخلص صاحبؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۴/ ۵تا۶
راشد الحق سمیع، حافظ	جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا بشیر احمد شاد کی جدائی [اداریہ]	جون ۲۰۲۵/۳
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کیلئے دعائے صحت کی اپیل [اداریہ]	جون ۲۰۲۵/۳

نقشِ آغاز [ماہنامہ ''الحق'' اور دارالعلوم حقانیہ]

راشد الحق سمیع، حافظ	ماہنامہ ''الحق'' کے ۵۹ سالہ عظیم الشان ریکارڈ کی جدید تدوین اور خوبصورت جلد بندی [اداریہ]	نومبر ۲۰۲۴/۶ تا ۷
راشد الحق سمیع، حافظ	عالم عرب (بحرین) کی معروف شخصیت شیخ ڈاکٹر نظام محمد صالح یعقوبی کی دارالعلوم حقانیہ آمد [اداریہ]	نومبر ۲۰۲۴/۲ تا ۴
راشد الحق سمیع، حافظ	ماہنامہ ''الحق'' آن لائن ویب سائٹ کا آغاز [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۴/۲ تا ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری و دستار بندی [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۵/۲ تا ۳
راشد الحق سمیع، حافظ	ادارہ انٹرنیشنل منہاج القرآن کی جانب سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کیلئے قیمتی کتب کا ہدیہ	جنوری ۲۰۲۵/۴ تا ۵

قرآنیات وعلومِ حدیث

خرم شہزاد، حافظ	ملفوظاتِ امام لاہوریؒ: ''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں [قسط۵تا۷]	جنوری۲۰۲۴/۱۷تا۲۱،
	اکتوبر۲۰۲۴/۲۹تا۳۴، مارچ۲۰۲۴/۱۲تا۱۷	
خرم شہزاد، حافظ	ملفوظاتِ امام لاہوریؒ ''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں [قسط۸تا۱۳]!	دسمبر۲۰۲۴/۷تا۱۳،
	اپریل۲۰۲۵/۳۱تا۳۴، مئی۲۰۲۵/۷تا۱۴، جون۲۰۲۵/۵تا۷، جولائی۲۰۲۵/۴تا۱۰، اگست۲۰۲۵/۴تا۱۰	

محمد اسلام حقانی (مبصر)	قرآنی تصویر سازی (التصویر الفنی فی القرآن) از سیّد قطب شہید	نومبر۲۰۲۴/۶۹
محمد اسلام حقانی (مبصر)	قرآنی معاہدات: اللہ اور انسانوں کے تعلق کے قانونی زاویے از احمر بلال صوفی	دسمبر۲۰۲۴/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	المدخل الی مشکوۃ المصابیح از محمد تنویر الطاف	جنوری۲۰۲۵/۶۰
حبیب اللہ شاہ حقانی (مبصر)	خلافۃ المہدی قبل الآخرۃ فی ضوء الاحادیث المتواترۃ از محمد قسیم منصور	جولائی۲۰۲۵/۶۲
حبیب اللہ شاہ حقانی (مبصر)	صحاح ستہ کی ابتدا وانتہا حنفی رواۃ کی احادیث سے از مولانا خلیل اللہ	جولائی۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	خلاصۃ التفسیر [افادات: مولانا عطاء الرحمٰن][مرتب: مولانا شہزادی حقانی]	اگست۲۰۲۵/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	الخیر الجاری بشرح التفسیر البیضاوی افادات: مولانا سعید الرحمٰن دیروی	ستمبر۲۰۲۵/۶۱

سیرت النبیؐ

انوار الحق، مولانا	سیرت نبویؐ اور ہماری ذمہ داری	نومبر۲۰۲۴/۱۰تا۱۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	رحمت عالمؐ از سیّد سلیمان ندوی	دسمبر۲۰۲۴/۶۱

محمد اسلام حقانی (مبصر)	سیرۃ الحبیبؐ از محمد طاہر حسین قادری	دسمبر۲۰۲۴/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سیرت مصطفیؐ نمبر (ماہنامہ المدینہ کراچی) [مدیر: قاری حامد محمود]	دسمبر۲۰۲۴/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	درسی نبوی سیرتؐ (پشتو) از حبیب اللہ شاہ حقانی	جنوری۲۰۲۵/۶۰
محمد اسلام حقانی (مبصر)	فضائل النبیؐ آیات قرآنی کی روشنی میں از عبداللہ بن محمد الغماری الحسنی	جنوری۲۰۲۵/۵۹
محمد اسلام حقانی (مبصر)	علامہ اقبال اور محسن انسانیتؐ از پروفیسر ظفر حجازی	اپریل۲۰۲۵/۶۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	اعجاز نامہ (معجزات) از صدر خوشحال	ستمبر۲۰۲۵/۶۲

حضرت مولانا حامد الحق شہیدؒ

عبدالقیوم حقانی، مولانا	قافلۂ حق کے بیباک سپہ سالار وڈر رہنما مولانا حامد الحق حقانی کی مظلومانہ شہادت [اداریہ]	فروری۲۰۲۵/۲تا۷
راشد الحق سمیع، حافظ	اظہار تشکر بنام تعزیت کنندگانِ محترم	فروری۲۰۲۵/۸
محمد اسلام حقانی	ماہنامہ ''الحق'' کا آئندہ خصوصی نمبر بیاد حضرت مولانا حامد الحق شہیدؒ [مکتوب]	فروری۲۰۲۵/۹
بلال الحق مکی، مولانا	مولانا حامد الحق شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر مولانا انوار الحق صاحب کا تعزیتی خطاب	فروری۲۰۲۵/۱۰
عرفان الحق حقانی	جامعہ دار العلوم حقانیہ کے نئے نائب مہتمم کا اعلان	فروری۲۰۲۵/۱۱
لقمان الحق حقانی	امارتِ اسلامی افغانستان کا حضرت مولانا الحق حقانی کی شہادت پر اعلامیہ	فروری۲۰۲۵/۱۲
عبدالحق ثانی، مولانا	رابطہ عالم اسلام حضرت مولانا الحق حقانی کی شہادت پر تعزیتی بیان	فروری۲۰۲۵/۱۳

خزیمہ سمیع، مولانا	عراق کی بڑی مذہبی جماعت ھیئہ علماء المسلمین کا حضرت مولانا الحق حقانی کی شہادت پر اعلامیہ	فروری ۲۰۲۵/۱۴
حزب اللہ جان حقانی	دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ کا حضرت مولانا الحق حقانی کی شہادت پر تعزیت	فروری ۲۰۲۵/۱۵
اسامہ سمیع، مولانا	وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا الحق حقانی کی شہادت پر اعلامیہ	فروری ۲۰۲۵/۱۶
بابر حنیف	سینیٹ آف پاکستان کی طرف سے مولانا الحق حقانی شہید کو خراج عقیدت	فروری ۲۰۲۵/۱۷
بابر حنیف	قومی اسمبلی میں حضرت مولانا الحق حقانی کی خدمات کو خراج تحسین	فروری ۲۰۲۵/۱۷
عبدالحق ثانی، مولانا	عالمگیر سوگ اور ہمہ گیر غم واندوہ شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے۔	فروری ۲۰۲۵/۱۸تا۳۵
محمد احمد، صاحبزادہ	علامہ محمد طاہر القادری کا تعزیتی صوتی پیغام بنام مولانا راشد الحق سمیع	فروری ۲۰۲۵/۳۶تا۳۷
عبدالقیوم حقانی، مولانا	جمالِ یار کا جلوۂ پُر نور (اے تو مجموعۂ خوبی بہ چہ نامت خوانم)	فروری ۲۰۲۵/۳۸تا۴۲
زاہد الراشدی صاحب، مولانا	مولانا حامد الحق حقانی شہید میدان دین وسیاست کے متحرک فعال رہنما	فروری ۲۰۲۵/۴۳تا۴۴
عرفان الحق حقانی	حضرت مولانا حامد الحق حقانی شہیدؒ: شخصیت وکردار	فروری ۲۰۲۵/۴۵تا۵۳
حامد میر	اب یا کبھی نہیں: مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت	فروری ۲۰۲۵/۵۴
مجیب الرحمٰن شامی	مولانا حامد الحق کی المناک شہادت	فروری ۲۰۲۵/۵۵تا۵۷
خورشید احمد ندیم	دارالعلوم حقانیہ کا سانحہ: مولانا حامد الحق کا قاتل کون ہے؟	فروری ۲۰۲۵/۵۸تا۶۰
محمد مشتاق احمد، ڈاکٹر	سعادت کی زندگی، شہادت کی موت	فروری ۲۰۲۵/۶۱تا۶۳
عزیز الرحمٰن عظیمی	''اہل الحق'' کا خلیفہ راشد	فروری ۲۰۲۵/۶۴تا۶۵
ناصر علی سیّد	ذکر شہید باپ کے شہید بیٹے کا: خدا کرے صفِ سرداگاں نہ ہو خالی	فروری ۲۰۲۵/۶۶تا۶۸
عبدالواحد سجاد، پروفیسر	ہر ایک سمت موت ہی رقصاں ہے دوستو: مولانا حامد الحق کی شہادت	فروری ۲۰۲۵/۶۹تا۷۱
محمد عمر، صاحبزادہ	تایا جان مولانا حامد الحق شہید	فروری ۲۰۲۵/۷۲
حبیب اللہ شاہ حقانی	مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت پر مہمانوں کی دارالعلوم حقانیہ آمد	فروری ۲۰۲۵/۷۳تا۷۷
شبیر حقانی+اشرف علی، مولانا	حضرت مولانا حامد الحق حقانی شہید: تعزیتی کانفرنس	اپریل ۲۰۲۵/۱۴
نوید مسعود ہاشمی، مولانا	مرحبا! یا سید اور حقانی شیر کی شہادت	اپریل ۲۰۲۵/۴۴تا۴۶
محمد کفیل بخاری، مولانا	مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت: قومی سانحہ	مئی ۲۰۲۵/۳۴تا۳۵
عبدالجبار سلفی، مولانا	مظلوموں کے قافلے کا ایک اور مسافر: مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت	مئی ۲۰۲۵/۳۶تا۳۷
محمد کفیل بخاری، مولانا	مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت: قومی سانحہ	مئی ۲۰۲۵/۳۴تا۳۵
عبدالجبار سلفی، مولانا	مظلوموں کے قافلے کا ایک اور مسافر: مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت	مئی ۲۰۲۵/۳۶تا۳۷
ادارہ	ماہنامہ الحق کی آئندہ خصوصی اشاعت بیاد حضرت مولانا حامد الحق شہیدؒ	جون ۲۰۲۵/۴
اشفاق اللہ جان	شہید کا لختِ جگر بھی شہید	جون ۲۰۲۵/۵۵تا۵۹

☆☆ سوانح وتذکرے، سفرنامے

ادارہ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ملکی وبین الاقوامی میڈیا کو لکھا گیا مکتوب	نومبر ۲۰۲۴/۸تا۹
محمد یونس خان میو	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا سیاسی تفکر اور شیخ الہندؒ-[۴؍اقساط]	نومبر ۲۰۲۴/۲۵تا۳۱، دسمبر ۲۰۲۴/۱۳تا۱۹، جنوری ۲۰۲۵/۱۱تا۲۰، اپریل ۲۰۲۵/۳۵تا۴۳
راشد الحق سمیع، حافظ	سفرنامہ انڈونیشیا-[قسط ۳ تا ۵]	نومبر ۲۰۲۴/۱۵تا۲۴، دسمبر ۲۰۲۴/۲۰تا۲۸، جنوری ۲۰۲۵/۲۱تا۲۹

محمد اسلام حقانی	نامور دانشور، ممتاز محقق پروفیسر خورشید احمد صاحب کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۵/ ۶ تا ۸
محمد اسلام حقانی، مولانا	پروفیسر خورشید احمد مرحوم کے مولانا سمیع الحق شہید کے نام چند خطوط [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۵/ ۹ تا ۱۲
محمد یونس خان میو	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا سیاسی تفکر اور شیخ الہندؒ۔۵	مئی ۲۰۲۵/ ۱۵ تا ۲۵
محمد عظیم الدین	غبار خاطر: مولانا ابوالکلام آزادؒ کی زندہ کرامت	جولائی ۲۰۲۵/ ۳۱ تا ۳۵
وسیم اکرم حقانی، مولانا	مولانا سعید الرحمن صاحب، تالیفات و درسی افادات: تعارفی جائزہ	اگست ۲۰۲۵/ ۲۴ تا ۳۰
حبیب اللہ شاہ، مولانا	سفرنامہ سینگال و گیمبیا، مغربی افریقہ	ستمبر ۲۰۲۵/ ۴۷ تا ۵۱
محمد اسلام حقانی، مولانا	''الندوہ'' منفرد نوعیت کی عظیم الشان لائبریری	ستمبر ۲۰۲۵/ ۵۲ تا ۵۶

محمد اسلام حقانی (بصر)	كشف الاماني في حياة المحدث البغلاني از امان الله ثابت	نومبر ۲۰۲۴/ ۷۱
حبیب اللہ شاہ حقانی (بصر)	تاریخِ ریاست کوٹ فتح خان و سادات کوٹھوہ	مئی ۲۰۲۵/ ۶۳ تا ۶۴
محمد اسلام حقانی (بصر)	ملفوظات شیوخ حقانیہ از خائستہ وحید حقانی	جون ۲۰۲۵/ ۶۴
محمد اسلام حقانی (بصر)	مفکر اسلام حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ: حیات و آثار از حافظ محمد عبدالقیت	جولائی ۲۰۲۵/ ۶۰ تا ۶۱

☆☆ ردِ قادیانیت

راشد الحق سمیع، حافظ	ردِ قادیانیت میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا کردار [اداریہ]	ستمبر ۲۰۲۴/ ۳ تا ۶
سامہ سمیع، مولانا	شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت'' کتاب پر پیش لفظ	ستمبر ۲۰۲۴/ ۷ تا ۹
صاجزادہ محمد احمد	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا ''قادیان سے اسرائیل تک'' کتاب پر پیش لفظ	ستمبر ۲۰۲۴/ ۱۰ تا ۱۱
عبدالحق، حضرت مولانا	قادیانیوں کے خلاف پہلی پارلیمانی جدوجہد	ستمبر ۲۰۲۴/ ۱۲ تا ۱۶
ادارہ	۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کی قادیانیوں کو اقلیت تسلیم کرنے کی قرارداد۔۔۔۔۔	ستمبر ۲۰۲۴/ ۱۷ تا ۱۸
سمیع الحق شہید، مولانا	تاریخی فیصلے پر مولانا سمیع الحقؒ کا نذرانہ عقیدت	ستمبر ۲۰۲۴/ ۱۹ تا ۲۱
عبدالحق، حضرت مولانا	قومی اسمبلی میں قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی فتح مبین	ستمبر ۲۰۲۴/ ۲۲ تا ۲۶
سمیع الحق شہید، مولانا	ردِ قادیانیت کے سلسلے میں مولانا عبدالحقؒ کا کردار	ستمبر ۲۰۲۴/ ۲۷ تا ۳۴
زاہد الراشدی صاحب، مولانا	قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کا مولانا سمیع الحق کو دعوت مباہلہ	ستمبر ۲۰۲۴/ ۳۵ تا ۴۱
محمد اسرار مدنی، مولانا	قادیانیت کے متعلق مولانا محمد تقی عثمانی کے مکاتیب ''بنام مولانا سمیع الحق'' سے چند اقتباسات	ستمبر ۲۰۲۴/ ۴۲ تا ۴۴
عبدالقیوم حقانی، مولانا	اکابرین ختم نبوت مولانا سمیع الحقؒ کو خراج تحسین	ستمبر ۲۰۲۴/ ۴۵ تا ۴۸
انعام الرحمن شانگلوی	قومی اسمبلی کا تاریخی فیصلہ سفارشات اور آئین میں ترمیم کا بل	ستمبر ۲۰۲۴/ ۴۹ تا ۵۲
حبیب اللہ شاہ حقانی	ممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا عبدالحقؒ کا قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر جرح کے لیے اٹھائے گئے سوالات	ستمبر ۲۰۲۴/ ۵۳ تا ۵۷
محمد اسلام حقانی	مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا محمد تقی عثمانی کی مرتب کردہ کتاب ''قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف'' پر مولانا سمیع الحقؒ کا پیش نظر	ستمبر ۲۰۲۴/ ۵۸ تا ۶۳
راشد الحق سمیع، حافظ	ماہنامہ ''الحق'' اور ردِ قادیانیت	ستمبر ۲۰۲۴/ ۶۴ تا ۶۸
عطاء اللہ شاہ بخاری	اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے	ستمبر ۲۰۲۴/ ۶۹ تا ۷۱
شمس الحق افغانی	مسئلہ ختم نبوت	ستمبر ۲۰۲۴/ ۷۲ تا ۷۳
انوار الحق، مولانا	عظمت عقیدہ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت	ستمبر ۲۰۲۴/ ۷۴ تا ۷۵

حامد الحق حقانی	تحفظ ختم نبوت کا عظیم تاریخی یادگار دن	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۶
عرفان الحق حقانی	قادیانی دجل اور ہمارے اکابرین کی جدوجہد کی تاریخ	ستمبر۲۰۲۴/ ۷۷تا۸۰
شوکت علی حقانی، مولانا	۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے متعلق مولانا عبدالحق کا ایک تقریری اقتباس	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۱تا۸۳
فضل اللہ، مولانا	ختم نبوت اور قادیانیت: یہ مسئلہ آخر ہے کیا؟	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۴تا۸۸
عبدالرؤف فاروقی، مولانا	عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا کردار	ستمبر۲۰۲۴/ ۸۹تا۹۳
زاہد الراشدی، مولانا	تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے تین سوالات کا جائزہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۹۴تا۹۹
اللہ وسایا، مولانا	عقیدہ ختم نبوت: اسلام کی اساس	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۰تا۱۰۱
محمد شفیع چترالی، مولانا	ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے!	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۲
محمد سلیم حقانی، مولانا	۷۔ستمبر ملت اسلامیہ کے دشمن کا خاتمہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۳تا۱۰۴
بابر حنیف	قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد مدیر ''الحق'' کا سوالنامہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۰۵تا۱۱۴
حبیب اللہ شاہ حقانی	مغربی افریقہ (سینیگال، گیمبیا) کے بڑی مذہبی جماعتوں کا قادیانیت کے خلاف فتویٰ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۱۵تا۱۱۷
محمد زاہد، حافظ	قادیانیت کے خلاف اٹھنے والی تحریک ختم نبوت	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۱۸تا۱۲۷
بشیر احمد رند، ڈاکٹر	عقیدہ ختم نبوت عقیدہ رسالت کی تکمیل	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۲۸تا۱۳۶
ارشاد عرشی ملک	نبوت ختم ہے تجھ پر، رسالت ختم ہے تجھ پر [نظم]	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۳۷تا۱۳۸
محمد عمر، صاحبزادہ	فرقہ قادیانیت سے متعلق ''الحق'' کا ۵۹ سالہ ریکارڈ و اشاریہ	ستمبر۲۰۲۴/ ۱۳۹تا۱۵۳
ذبیح اللہ مجددی، مولانا	295-C حد یا تعزیر؟ توہین رسالت قانون	ستمبر۲۰۲۵/ ۳۶تا۴۴

حبیب اللہ شاہ حقانی (تبصرہ)	مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد از ایاز احمد حقانی	جولائی۲۰۲۵/ ۶۴
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	مسئلہ قادیانیت از جمیل اطہر قاضی	فروری۲۰۲۵/ ۷۸

☆☆ اسلام اور طب

محمد سفیان حقانی، مولانا	انسانی اعضاء کی پیوندکاری کا شرعی جائزہ	نومبر۲۰۲۴/ ۵۸تا۶۴
نیس الرحمٰن ندوی	مصنوعی حمل: جدید سائنسی تحقیقات اور شرعی نقطہ نظر	اپریل۲۰۲۵/ ۴۷تا۵۲
اشتیاق احمد قاسمی	میڈیکل انشورنس کی شرعی حیثیت	مئی۲۰۲۵/ ۴۶تا۴۸

☆☆ نظام عدل

عبداللہ فردوس، مفتی	منصب قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا تحقیقی جائزہ	نومبر۲۰۲۴/ ۵۱تا۵۷

محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	اسلامی عدالت از مجاہد الاسلام قاسمی	جنوری۲۰۲۵/ ۶۱
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	اسلامی نظریہ قانون وانصاف از ذاکر حسن نعمانی	مئی۲۰۲۵/ ۶۲

☆☆ فقہ و اجتہاد

حبیب اللہ شاہ حقانی	کتنی مشکل زندگی ہے، کس قدر آساں ہے موت	نومبر۲۰۲۴/ ۳۲تا۳۶
حبیب اللہ شاہ حقانی	دوروزہ قومی کانفرنس کی مختصر روداد: بعنوان مسلح تصادم میں شہریوں کا تحفظ	دسمبر۲۰۲۴/ ۵۶تا۵۸
نورشاہ، سید مولانا	سوشل میڈیا کے ذریعے غلط خبریں پھیلانے کی وبا	جنوری۲۰۲۵/ ۳۰تا۳۳

محمد سفیان حقانی، مفتی	دینی علوم میں علم منطق کی اہمیت اور ضرورت	جنوری۲۰۲۵/۴۰تا۵۰
انیس الرحمٰن ندوی	کائنات کی ہر چیز اپنے مدار میں تیر رہی ہے	مئی۲۰۲۵/۲۶تا۳۰
انور شاہ، سیّد	موجودہ عرف وحالات کے تناظر میں نمازِ جمعہ کے لئے شہر کی شرط	جون۲۰۲۵/۴۳تا۵۳
مجتبیٰ فاروق، ڈاکٹر	نادر موضوعات اور اہم مسائل پر لکھنے کی ضرورت	جون۲۰۲۵/۵۴
محمد ابوبکر صدیق	جدید علمیات اور علم الکلام کے بعض مسائل	جولائی۲۰۲۵/۲۶تا۳۳
انیس الرحمٰن ندوی	عدت کی حکمت: جدید سائنس نے عدت کی حکمت کی تصدیق کردی	اگست۲۰۲۵/۱۱تا۱۴
انور شاہ، مولانا	جمعہ کے دن ہفتہ وار عام تعطیل کی شرعی حیثیت	اگست۲۰۲۵/۳۱تا۳۶
عبیدالرحمٰن، مولانا	گناہ کی طرف لے جانے والے ذرائع سے بچاؤ، مظنہ گناہ میں داخل ہونے کا شرعی حکم	اگست۲۰۲۵/۴۰تا۵۴
محمد عادل شاہ، قاری	ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں	اگست۲۰۲۵/۵۵تا۵۶
انور شاہ، مفتی	خطبہ، تقریر اور نماز جمعہ میں لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال	ستمبر۲۰۲۵/۴۵تا۴۶
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	جدید فقہی مسائل از خالد سیف اللہ رحمانی	نومبر۲۰۲۴/۷۰
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	علم الصرف (جامع) از مولانا عبدالمنان + مولانا رسالت خان + مولانا عبدالرؤف	نومبر۲۰۲۴/۷۲
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	ناموں کے اثرات کی شرعی حقیقت اور اہم مسائل از سیّد انوار شاہ	دسمبر۲۰۲۴/۶۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	کبیرہ گناہ: اسباب، نقصانات اور علاج از مفتی عبیدالرحمٰن	جنوری۲۰۲۵/۵۸
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	جدید فکری مسائل از خالد سیف اللہ رحمانی	فروری۲۰۲۵/۷۹تا۸۰
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	رشحات قلم از محمد امین الحق طوروی	اپریل۲۰۲۵/۶۱
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	درسِ فلکیات از تعلیمی کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان	جون۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	علمی وفقہی مقالات از مفتی عبیدالرحمٰن	جولائی۲۰۲۵/۵۹
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	حفظ کا بہترین استاد کیسے بنیں؟ از عطاء اللہ شاہ تحسینی	اگست۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	شرح ہدایۃ النحو [افادات: محمد تحسین اللہ] [مرتب: نوید احمد خان]	اگست۲۰۲۵/۶۴

☆☆ معاشیات

مبشر حسین رحمانی، ڈاکٹر	درہم ودینار کو لوٹانے کی تدابیر پر چند گزارشات۔ جیولری کا کاروبار اور سونے و چاندی کے سکوں کا اجرا۔ [۲/۱ قسط]	نومبر۲۰۲۴/۳۷تا۳۹، دسمبر۲۰۲۴/۴۲تا۵۵
اکمال اوزترک	عصرِ حاضر کے بحران اور مفکرین کا مطلوبہ کردار [مترجم: ذوالقرنین حیدر]	دسمبر۲۰۲۴/۳۵تا۳۶
ساجد خاکوانی	معاشی اور معاشرتی ترقی اور انسانی رویے	دسمبر۲۰۲۴/۳۷تا۴۱
مبشر حسین رحمانی، ڈاکٹر	گرین گولڈ: مستقبل کی تخیلاتی معیشت کی بنیاد	جنوری۲۰۲۵/۳۴تا۳۹
خالد جامعی، سیّد	سرمایہ دارانہ نظام: غربت اور امارت کے نئے تصورات	جون۲۰۲۵/۲۷تا۳۸
مبشر حسین رحمانی	مائیکروفنانس: چھوٹا قرضہ فراہم کرنے والی ایپلی کیشنز	جولائی۲۰۲۵/۳۴تا۴۰
مبشر حسین رحمانی، ڈاکٹر	فلیش لون یعنی کولیٹرل لیس کرپٹو قرضے (قسط اول)	اگست۲۰۲۵/۱۵تا۲۳
مبشر حسین رحمانی، ڈاکٹر	فلیش لون یعنی کولیٹرل لیس کرپٹو قرضے (آخری قسط)	ستمبر۲۰۲۵/۲۶تا۳۵

☆☆ تصویرِ وطن

محمد حنیف جالندھری، مولانا	سانحہ خوزہ خیلہ: جرم انفرادی لیکن پروپیگنڈہ تمام مدارس کے خلاف کیوں؟	جولائی ۲۰۲۵/۱۱
محمد اسلام حقانی	خیبر پختونخواہ قدرتی آفات کی زد میں آزمائش یا قدرت کی سرزنش [اداریہ]	اگست ۲۰۲۵/۲ تا ۴

☆☆ اُمتِ مسلمہ و عالم اسلام

ظفر الاسلام خان	شام میں کیا، کیوں اور کیسے ہوا؟ سیاسی استحکام کی راہ میں عالمی دباؤ اور داخلی مشکلات	دسمبر ۲۰۲۴/۲۹ تا ۳۴
خورشید ندیم	ایران پر حملہ	مئی ۲۰۲۵/۳۱ تا ۳۳
عبید الرحمٰن، مولانا	اہلِ غزہ کے ساتھ مالی تعاون اور مسلمانوں کی ذمہ داری	مئی ۲۰۲۵/۳۸ تا ۴۵
سلیمان علی	جلتا شام اور سوشل میڈیا	جولائی ۲۰۲۵/۳۶ تا ۵۰
مسعود ابدالی	غزہ: فاقہ کشی اور گولی کے بیچ موت کی منڈی	جولائی ۲۰۲۵/۵۱ تا ۵۵

☆☆ متفرقات

محمد شاہد حنیف	اشاریہ ماہنامہ الحق، جلد ۵۹ [۲۴-۲۰۲۳ء]	ستمبر ۲۰۲۴/۱۵۴ تا ۱۶۰
خالد سیف اللہ رحمانی	وحدتِ دین نہ کہ وحدتِ ادیان	جون ۲۰۲۵/۸ تا ۱۴
انیس الرحمٰن ندوی، مولانا	کیا ہماری کائنات عرش الٰہی کے گرد گردش کر رہی ہے؟	جون ۲۰۲۵/۱۵ تا ۱۷
مبشر حسین رحمانی، ڈاکٹر	یونیورسٹیوں اور مدارسِ دینیہ کے ذرائع آمدن	جون ۲۰۲۵/۱۸ تا ۲۶
شاہنواز فاروقی	مغرب کی اسلام دشمنی	جون ۲۰۲۵/۳۹ تا ۴۲
انیس الرحمٰن ندوی، مولانا	دل کے اندر چھپا مخفی دماغ: قرآن کا ایک حیران کن راز جسے سائنس نے دریافت کر لیا	جولائی ۲۰۲۵/۱۲ تا ۱۵
محسن عثمانی ندوی	ہردم متغیر تھے خرد کے نظریات	جولائی ۲۰۲۵/۱۶ تا ۲۵
محمد احمد، صاحبزادہ	پاکستانی علماء، اسکالرز اور سیاستدانوں کا دورہ چین	اگست ۲۰۲۵/۳۷ تا ۳۹
انیس الرحمٰن ندوی، مولانا	زمین ساکن ہے یا متحرک؟ (بائبل و قرآن کی روشنی میں)	ستمبر ۲۰۲۵/۱۸ تا ۲۵

محمد اسلام حقانی (مبصر)	شرائع الٰہیہ اور انسانی تمدن کا باہمی تعلق فکر شاہ ولی اللہ کی روشنی میں (ماہنامہ نصرۃ العلوم، نمبر) [مدیر: محمد فیاض خان سواتی]	جنوری ۲۰۲۵/۶۱ تا ۶۲
حبیب اللہ شاہ حقانی (مبصر)	افاداتِ علم و حکمت (جلد اوّل) از ڈاکٹر خالد محمود	اپریل ۲۰۲۵/۶۳
حبیب اللہ شاہ حقانی (مبصر)	کتاب خطباتِ علم و حکمت (جلد اوّل) از ڈاکٹر خالد محمود	اپریل ۲۰۲۵/۶۴
محمد اسلام حقانی (مبصر)	النحو الحسن از عبداللہ عابد آفریدی	مئی ۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	تحقیق شناسی کے رہنما اصول: مناہج آداب از مفتی عبداللہ فردوس	جولائی ۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	معانی الاخبار درس شرح معانی الآثار [افادات: غلام قادر نعمانی] [مرتب: وسیم اکرم حقانی]	اگست ۲۰۲۵/۶۰
حبیب اللہ شاہ حقانی (مبصر)	جامع السیر از مولانا یوسف متالا	اگست ۲۰۲۵/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	چراغ زندگی از مولانا جلال الدین حقانی چترالی	ستمبر ۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	سہ ماہی ''جی'' لاہور (شمارہ ۱۵-۱۶) مدیر: محمد دین جوہر	ستمبر ۲۰۲۵/۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	ہدایۃ الصرف از: مولانا نصیر اللہ	ستمبر ۲۰۲۵/۶۴

☆☆ مکاتیب

محمد اکبر شاہ بخاری	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۳
محمد اسماعیل شجاع آبادی	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۳
محمد عبدالرحمن البازی	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۴
حماد اللہ یوسفزئی	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۵
محمد عمر فاروق تونسوی	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۶
محمد شفیع دولت زئی	[مکتوب]	مئی ۲۰۲۵/۵۶
ابوالقاسم نعمانی	تفسیر لاہوری [مکتوب]	جنوری ۲۰۲۵/۵۱
غلام الرحمن، مفتی	ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت [مکتوب]	جنوری ۲۰۲۵/۵۱تا۵۲
عبدالجبار سلفی	ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت [مکتوب]	جنوری ۲۰۲۵/۵۲تا۵۳

☆☆ دارالعلوم حقانیہ: خصوصی سرگرمیاں

عبدالقدوس محمدی، مولانا	جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعمیراتی اور تحقیقاتی منصوبے	نومبر ۲۰۲۴/۵۰
ادارہ	جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۷-۱۴۴۶ھ بمطابق ۲۶-۲۰۲۵ء کے داخلوں کا شیڈول	فروری ۲۰۲۵/۸۱
محمد اسلام حقانی	شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی حقانیہ آمد [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۵/۲
محمد اسلام حقانی	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مفصل خطاب [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۵/۳تا۵
محمد اسلام حقانی	حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کی تعزیت کیلئے آمد [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۵/۱۳
حبیب اللہ شاہ حقانی	مولانا فضل الرحمن کا جامعہ میں تقریب دستار بندی میں خطاب	جنوری ۲۰۲۵/۶تا۱۰
خرم شہزاد، حافظ	بزم شیخ الہند گوجرانوالہ کے زیراہتمام نشست سے مولانا عبدالحق ثانی کا خطاب	مئی ۲۰۲۵/۴۹تا۵۲

دارالعلوم حقانیہ کے شب و روز

عبدالحق ثانی، صاحبزادہ — دارالعلوم کے شب و روز — نومبر ۲۰۲۴/۶۳تا۶۸

دسمبر ۲۰۲۴/۵۹تا۶۰، جنوری ۲۰۲۵/۵۴تا۵۷، اپریل ۲۰۲۵/۵۳تا۶۰، مئی ۲۰۲۵/۵۷تا۶۱،
جون ۲۰۲۵/۶۰تا۶۲، جولائی ۲۰۲۵/۵۶تا۵۸، اگست ۲۰۲۵/۵۷تا۵۹

دارالعلوم میں چارماہی امتحانات کا انعقاد اور تعطیلات — ستمبر ۲۰۲۵/۵۷

نائب مہتمم و مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی مصروفیات — ستمبر ۲۰۲۵/۵۷

حقانیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیراہتمام تقریب انعامات — ستمبر ۲۰۲۵/۵۷

راقم کا سفر عمرہ اور سعودی عرب میں اہم شخصیات سے ملاقاتیں — ستمبر ۲۰۲۵/۵۸

تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی امیر کی دارالعلوم آمد — ستمبر ۲۰۲۵/۵۸

مولانا حامد الحق شہیدؒ کی خدمات پر تعزیتی اجتماعات، مہمانوں کی آمد اور راقم کی سیاسی مصروفیات
ستمبر ۲۰۲۵/۵۹

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر.................60
شمارہ نمبر 12
ربیع الاول ۱۴۴۷ھ
ستمبر.............2025

اے بی سی آڈٹ بیوروسرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

نائب مدیران	منتظم اعلیٰ	مدیر اعلیٰ	بانی
مولانا محمد اسلام حقانی۔ مولانا سید حبیب اللہ شاہ	مولانا لقمان الحق	مولانا راشد الحق سمیع	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

فہرست مضامین

منتظم: بابر حنیف

- نقش آغاز: قطر پر اسرائیلی جارحیت۔ گلوبل صمود فلوٹیلا: عالمی قافلہ جرأت و استقامت .... مولانا راشد الحق سمیع ۱۰
- ملفوظاتِ امام لاہوریؒ .... (قسط۱۴) .... مرتب: حافظ خرم شہزاد ۱۳
- زمین ساکن ہے یا متحرک؟ (بائبل وقرآن کی روشنی میں) ...... مولانا انیس الرحمٰن ندوی ۱۸
- فلیش لون یعنی کولیٹرل لیس کرپٹو قرضے .... ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی ۲۶
- 295-C حد یا تعزیر؟ توہین رسالت قانون .... مولانا ذبیح اللہ مجددی ۳۶
- خطبہ، تقریر اور نمازِ جمعہ میں لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال .... مولانا مفتی انور شاہ ۴۵
- سفرنامہ سینگال و گیمبیا مغربی افریقہ .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۴۷
- ''الندوہ'' منفرد نوعیت کی عظیم الشان لائبریری .... مولانا محمد اسلام حقانی ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۷
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۱

ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ آفس فون نمبر: 630435 - 923 92+

ای میل: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 0345-9414977 ۔ 0333-9167789

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع
مدیر ''الحق''

قطر پر حملہ اسرائیلی جارحیت

اسرائیلی صہیونی ریاست اپنی ابتدا سے آج تک انسانی تاریخ کے بدترین مظالم کا مرتکب رہی ہے، فلسطین پر قبضہ، لاکھوں مسلمانوں کی شہادت، گھروں کی مسماری، بستیوں کی اجاڑ اور غزہ کے باشندوں کی نسل کشی اور مسلسل محاصرہ، یہ سب اسرائیلی جرائم کی طویل داستان ہے، غزہ انسانی قبرستان بن چکا ہے جہاں معصوم بچے اور عورتیں صیہونی بمباری اور بھوک کا شکار ہیں، اس وقت غزہ کی سرزمین دہائیوں سے خون اور آنسوؤں میں نہلا دی گئی ہے لیکن عالمی طاقتیں مجرمانہ خاموشی سے تماشا دیکھتی رہیں، دنیا کی تاریخ میں ظلم اور بربریت کے جو ابواب اسرائیل نے رقم کیے ہیں، وہ قدیم و جدید تاریخ میں شاید کسی اور نے رقم نہیں کی ہوگی، فلسطین کی ارضِ مقدس پر یہودی ریاست کے قیام سے آج تک خونِ ناحق کا سلسلہ جاری ہے، غزہ کی پٹی پر معصوم بچوں، بے سہارا عورتوں اور نہتے مردوں پر بمباری، ہسپتالوں، اسکولوں اور پناہ گاہوں کو ملبے کا ڈھیر بنا دینا، یہ سب کچھ عالمی ضمیر اور حقوق انسانی کے دعویداروں کے سامنے ہو رہا ہے لیکن دنیا کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، حتی کہ اس ظلم وستم کی پشت پناہی یہی عالمی قوتیں ہی کر رہی ہیں، اب یہ اسرائیلی صیہونی ریاست اتنی جرأت مند ہونے لگی ہے کہ وہ آگے آگے بڑھتے ہیں اور اپنے دائرہ ظلم کو بڑھاتے ہوئے ایران کے مختلف مراکز تک جا پہنچی اور پھر گزشتہ دنوں قطر جیسے آزاد خارجہ پالیسی رکھنے والے ملک کو نشانہ بنایا اور انہیں بھاری نقصان پہنچا دیا، اسرائیلی صہیونی ریاست کے مسلسل حملے اور اشتعال انگیزی امتِ مسلمہ کے خلاف کھلا اعلانِ جنگ ہے، یہ حقیقت واضح ہے کہ اسرائیلی صہیونی ریاست صرف فلسطین کو دبانا نہیں چاہتا بلکہ پورے خطے پر اپنی بالادستی قائم کرنا اس کا اصل ہدف ہے، قطر کی حیثیت خلیج میں ایک ایسے ملک کی ہے جس نے امت کی فلاح اور دفاعِ فلسطین میں ہمیشہ کردار ادا کیا لیکن اسرائیلی جارحیت نے قطر کے شہروں کو نشانہ بنا کر اس کی معیشت کو نقصان پہنچایا، سرمایہ کاری اور سیاحت کے دروازے بند کرنے کی کوشش کی، توانائی کے منصوبے متاثر ہوئے اور عام عوام کو خوف اور اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

دوسری طرف یہ بھی ایک المیہ اور لمحہ فکریہ ہے کہ مسلم دنیا عموماً اور بالخصوص عرب ممالک کے

سربراہان نے چند مہینے پہلے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ جیسے شخص (جو اسرائیل جیسے غاصب صہیونی ریاست کے سب بڑے پشت پناہ ہیں) کو کس طرح عزت دی، سرخ قالین بچھائے گئے، شاہانہ پروٹوکول دئے گئے، بڑے بڑے اعزازات سے نوازے گئے، اربوں ڈالر کے معاہدے ہوئے اور قطر کی طرف سے تو قیمتی تحائف اور شاہی جہاز تک پیش کیا گیا لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ وہی امریکہ اور اسرائیل کی مشترکہ پالیسی کہ عرب کو کبھی معاف نہ کیا جائے، نہ عزت دی جائے، تحائف اور قربانیاں ان کی نظر میں محض وقتی دل لگی ہیں، اصل ہدف ہمیشہ مسلم ممالک کی کمزوری اور تنہائی رہا ہے، یہ اس حقیقت کی کھلی دلیل ہے کہ استعمار اور صیہونی قوتیں کبھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مخلص نہیں ہو سکتیں چاہے انہیں کتنے ہی تحائف کیوں نہ دیے جائیں، ان کے نزدیک اصل معیار صرف اپنے مفادات ہیں اور جو ملک ان کے آگے اپنی آزادی کی بات کرتا ہے وہ ان کے ظلم کا نشانہ بنتا ہے۔

آج قطر کے نقصانات صرف معاشی یا دفاعی نہیں بلکہ اس کا سب سے بڑا نقصان مسلم امت کے اتحاد کی چوٹ ہے، اگر ایک چھوٹے ملک پر حملہ ہوتا ہے اور بڑی بڑی عرب طاقتیں خاموش تماشائی رہتی ہیں تو یہ دشمن کو مزید حوصلہ دیتا ہے، اسرائیل نے قطر کی سالمیت کو نشانہ بنا کر دراصل پوری امت مسلمہ کی غیرت کو للکارا ہے۔ ایسی صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ پورا عالم اسلام بالعموم اور عرب ممالک بالخصوص اپنے خوابِ غفلت سے بیدار ہو، اسرائیل اور اس کے حامیوں کی حقیقت پہچانے اور اپنی دولت و وسائل کو غلامی کے تحفے پیش کرنے کے بجائے اپنی آزادی اور امت کے دفاع کے لئے استعمال کرے، قطر کے خلاف اسرائیلی صہیونی ریاست کی جارحیت ایک تنبیہ ہے کہ اگر آج ہم مسلمان متحد نہ ہوئے تو کل ہر مسلم ریاست یکے بعد دیگرے اسی آگ کا ایندھن بنے گی، یہ مسئلہ صرف قطر یا فلسطین کا نہیں، یہ پورے عالمِ اسلام کا مسئلہ ہے، آج اگر ہم خاموش تماشائی بنے رہے تو کل کوئی اور اسلامی ملک اس ظلم کی زد میں آئے گا لہٰذا مسلم ممالک کے حکمران اجتماعی موقف اختیار کریں اور عملی اقدامات کریں، عالم اسلام کے علما اور دانشور اسرائیل کی سازشوں کو بے نقاب کریں اور عوام اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ اور فلسطین و قطر کی عملی حمایت کو اپنا دینی فریضہ سمجھیں، اسرائیل کی بڑھتی ہوئی یہ جارحیت امت کے اتحاد و بیداری کا امتحان ہے، اگر آج ہم نے اپنے مسلم بھائیوں کا ساتھ نہ دیا تو تاریخ ہمیں بے حسی اور بزدلی کے ساتھ یاد کرے گی، دشمن کے مقابلے میں ایمان، استقامت اور اتحاد ہی ہماری بقا کی ضمانت ہے، اللہ تعالیٰ امت کو بیداری عطا فرمائے اور قطر سمیت تمام مسلم ممالک کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے (آمین)

گلوبل صمود فلوٹیلا: عالمی قافلہ جرأت واستقامت

یہ حقیقت ہر کسی پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ غزہ صہیونی اسرائیلی غاصب ریاست کے مظالم کی وجہ سے لہولہان ہے، بچے بھوک اور پیاس سے بلک رہے ہیں، ہسپتال ادویات سے خالی ہیں اور وہاں کی مظلوم عوام بچے، بوڑھے اور خواتین ایک عظیم المیہ کا سامنا کر رہی ہے، ظلم کی انتہا یہ ہے کہ معصوم بچوں اور عورتوں کو زندہ رہنے کے بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے، یہ محاصرہ صرف غزہ کی زمین کو نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے زندہ ضمیروں کو بھی جھنجھوڑ رہا ہے، ایسے مایوس کن صورتحال میں امید کی ایک کرن گلوبل صمود فلوٹیلا کے نام سے امدادی قافلے کی صورت میں سامنے آئی ہے، جسے دنیا کشتی غزہ کے نام سے جانتی ہے، اس قافلے کا مقصد صرف چند بوری آٹا یا دوائی پہنچانا نہیں بلکہ اسرائیل کے ظالمانہ محاصرے کو چیلنج کرنا اور پوری دنیا کو یہ پیغام دینا ہے کہ غزہ کے باشندے تنہا نہیں، یہ کشتی صہیونی ریاست کے مقابلے میں امت کے زندہ ضمیر اور غیرتِ ایمانی کی علامت ہے، یہ قافلہ کسی ایک ملک یا خطے کی جدوجہد نہیں بلکہ ایک عالمی تحریک ہے، اطلاعات کے مطابق فلوٹیلا میں ۴۶ ممالک کے کارکن اور نمائندے شامل ہیں، پاکستان کی نمائندگی جماعت اسلامی کے عظیم جرأت مند، نڈر اور امت مسلمہ کے درد سے سرشار رہنما اور سابق سینیٹر محترم مشتاق احمد خان صاحب اور مردِ آہن، مجاہد، عظیم خطیب حضرت مولانا پیر مظہر سعید شاہ صاحب (رکن اسمبلی آزاد کشمیر)، مولانا خطیب الرحمٰن سمیت دیگر افراد کر رہے ہیں، ''عالمی قافلہ استقامت'' کے تین بنیادی مقاصد ہیں (۱) ناکہ بندی ومحاصرہ کو توڑنا (۲) انسانی امداد کی راہداری کھلوانا (۳) غزہ کے مسلمانوں کا قتل عام اور نسل کشی رکوانا۔ اس بحری قافلے کا طریق کار پرامن اور قانونی ہے، یہ بین الاقوامی پانیوں سے غزہ کی طرف بڑھتا ہے تاکہ غزہ کا محاصرہ توڑ کر وہاں بھوک و پیاس سے نڈھال متاثرین کو امداد پہنچایا جا سکے اور دنیا کو اسرائیلی مظالم کا حقیقی چہرہ دکھا سکے۔ پاکستانی عوام ہمیشہ فلسطین کے حق میں آواز بلند کرتی رہی ہے، اس بار مشتاق احمد خان اور مولانا مظہر سعید شاہ صاحبان نے عملی شرکت کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امت کا ایک فرد بھی اگر ایمان و غیرت کیساتھ کھڑا ہو جائے تو وہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں سے زیادہ اثر ڈال سکتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اس قافلے کی حمایت کرتے ہوئے اسے ایک عظیم دینی، انسانی اور اخلاقی فریضہ قرار دیا۔ فلوٹیلا دراصل امت کے ضمیر کو بیدار کرنے کا ایک وسیلہ ہے اور یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ اگر چند کشتیوں کے ذریعے ظالم کا محاصرہ چیلنج ہو سکتا ہے تو پوری امت اگر یکجا ہو جائے تو صہیونی غاصب ریاست کا ظلم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، ہم اس تاریخی اور جراتمندانہ اقدام پر پاکستان اور دنیا بھر کے جراتمند قافلے کے شرکاء کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

(قسط ۱۴) مرتب: حافظ خرم شہزاد

ملفوظاتِ امام لاہوریؒ

''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ سے تعلق درست رکھنے کے لیے تزکیہ کے عنوانات

''تزکیہ کے سلسلہ میں چند چیزیں ایسی ہیں کہ جب تک انسان کا ان چیزوں سے تزکیہ نہ ہو یعنی ان آلائشوں سے انسان کا دل جب تک پاک نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا تعلق اس سے درست ہو نہیں سکتا اور وہ چھ چیزیں ہیں: (۱) شرک (۲) کفر (۳) نفاق اعتقادی (۴) ریاء (۵) سمعہ (۶) عجب

اور انسانوں کے ساتھ تعلقات درست رکھنے کے لیے دو چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ ایک ان میں سے تکبر ہے اور دوسرا حسد ہے۔'' (تفسیر لاہوری ج ۱۰، ص: ۲۵۸)

مسلمانوں میں ہندوانہ تمدن

''ہندوستانی مسلمانوں کا موجودہ تمدن زیادہ تر ہندوؤں سے آیا ہے، اس کا سبب تلاش کیا جائے تو دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں: پہلی یہ کہ سوائے ساداتِ کرام صدیقی، فاروقی یا عباسی وغیرہ حضرات کے جو اپنا نسب نامہ سرزمین مقدس حجاز سے وابستہ کرتے ہیں، باقی سب مسلمان ہندوستان کی پیداوار ہیں دراصل یہ لوگ ہندو تھے بعد میں مسلمان ہوئے مگر قرآن مجید اور سنت نبی کریمؐ کی تعلیم نہیں پائی۔ ہندوستان کی آبادی کا اکثر حصہ ہندوؤں سے نکل کر حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے اور تعلیم کتاب وسنت سے بے بہرہ رہا ہے، نام کا وہ مسلمان ہے اور رسم ورواج، عادات واطوار، شادی غمی وغیرہ میں سے ہندوانہ رسمیں ادا کرتا ہے، مثلاً شادی کے موقع پر مسلمانوں کے ہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ زیادہ تر ہندوؤں کے تمدن کی یاد تازہ کرتا ہے ڈھولک بجانا، تیل مہندی، گانا، گھوڑی، سہرا، باجے بجانا، آتش بازی کرنا، جہیز پھیلا کر کنبے اور محلے والوں کو نام ونمود کے لیے دکھانا، لڑکی کی رخصتی کے وقت اس کی ڈولی پر پیسوں کا مینہ برسانا، علیٰ ہذا القیاس اور کئی رسمیں ادا کی جاتی ہیں حالانکہ یہ سب ہندوؤں سے لی ہوئی ہیں شادی کے سارے سلسلے میں فقط ایک چیز اسلامی ہے خطبہ مسنونہ پڑھ کر میاں بیوی سے ایجاب وقبول کرانا اور

یہ کام پانچ منٹ میں ختم ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد میں جو مسلمان کرتا ہے وہ چیزیں بھی زیادہ تر ہندوؤں سے ہی لی ہوئی ہیں، فقط ابلیس کے تخت کی طرح ذرا سا ان کا رنگ و روپ بدل دیا گیا ہے مثلاً ہندوؤں کے ہاں مردے کے تیسرے دن پھل چنے جاتے ہیں۔'' (تفسیر لاہوری ج ۱۰، ص: ۳۵۱)

امام کے لئے زیادہ علم رکھنے کی حکمت

''حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا امروٹیؒ کی اثر انگیز مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی نے کہا امام کے لیے اعلم ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا دل سے جو بات نکلتی ہے اس کا اثر کچھ اور ہوتا ہے...... آں کہ از دل می ریز د بر دل خیزد

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا کہنا ہے کہ جب سمجھ ہو اور پھر تلاوت کرے تو قرآن رنگ لاتا ہے۔ خلافت کے زمانے میں جب جلسے ہو رہے تھے تو حضرت اور پیر مولانا امروٹی بھی اس میں شامل ہوتے تھے، ان دنوں میں (احمد علی) قید تھا، سلطان معظم گرفتار ہوئے تھے خلافت عثمانیہ تباہ کر دی گئی تھی، جب آپ تقریر فرماتے تو لوگوں کی چیخ چیخ کر جان نکلتی تھی مجسٹریٹ نے منع کر دیا فرمایا میرے گھر کو آگ لگ گئی ہے اور رونے بھی نہیں دیتے ہو! یہ کیا تھا؟ یہ آہ و فریاد کامل کے دل سے نکل رہی تھی اور کامل کے دل پر پڑ رہی تھی۔'' (تفسیر لاہوری ج ۱۰، ص: ۳۵۴)

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی شان استغناء

''یہاں ہمارے دوست مولانا عبداللہ فاروقی تھے جو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد رشید تھے، گزشتہ سال وفات پاگئے، وہ کہتے ہیں کہ میں جب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوا تو ایک عورت اپنے بچوں کے لیے استاد طلب کرنے کے لیے آئی، شیخ الہندؒ نے مجھے بھیج دیا۔ کچھ مدت بعد اس عورت نے مجھے دو ہزار روپے دے دیے اور کہنے لگی کہ اس کو کسی صحیح مصرف میں خرچ کر دیجئے تاکہ مجھے ثواب ملے، تو میں نے سوچا کہ حضرت شیخ الہندؒ سے زیادہ اور کون اس کا مستحق ہے؟ وہ اس امداد کا صحیح مصرف ہیں۔ خوشی سے وہ رقم لے کر میں حضرتؒ کے پاس لے آیا اور کہا کہ حضرت! یہ روپیہ فلاں عورت نے دیا، آپ قبول فرمائیں تو حضرت نے فرمایا مجھے تو ضرورت نہیں اور روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے کافی اصرار کیا، حضرت نے فرمایا مجھے ایک پیسے کی ضرورت نہیں۔

یہ ہے اہل اللہ اور ربانیین جو تکاثر مال سے نفرت کرتے ہیں، ایک وہ ہے جو تکاثر کے لیے ایمان تک بیچ دیتے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۲۴۰)

دار العلوم حقانیہ کے سالانہ جلسے میں خان عبدالغفار خان سے ملاقات اور میری دعوت

''قصہ خوانی پشاور میں مسلمانوں نے جوانمردی اور شجاعت سے کافروں کا مقابلہ کیا انگریز نے گولیاں چلائیں وہاں ایک نوجوان سینہ تان کرآگے بڑھا اور کہا مارو! یہ کانگرس کے زمانے کا واقعہ ہے۔ خان عبدالغفار خان صاحب کو ہم اب بھی مانتے ہیں خدا ان کو سلامت رکھے ان کی نیت یہ تھی کہ اسلام کو آزاد کرایا جائے، سرخ پوشی ایک اسلامی تحریک تھی، ہم اکوڑہ خٹک دار العلوم حقانیہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں گئے تھے، خان صاحب نے ہمیں دعوت دی پھر ہم ان کے گاؤں چلے گئے، حقیقت میں انھوں نے مسلمانوں کی لاج رکھی ہے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۳۴۱)

آزادی کی جنگ علماء کی مرہونِ منت

''ہندو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آزادی ہم نے دلائی ہے۔ ارے ہندو! تیرے ہاں گاندھی جی کی قدر ہے ہمارے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ پر دس کروڑ ہندو قربان، ہندوؤں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہیں کہ آزادی کی جنگ ہم نے جیتی ہے، آزادی ان اکابر علماء کی مرہون منت ہے۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۳۴۱)

پختونوں کا جذبہ جہاد

''نبوت کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے، حضرت محمدؐ جو خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اگر کوئی آئے بھی تو وہ دجال اور کذاب ہوگا مگر ملائکہ عظام کا مجاہدین کی مدد کے لیے آنا بند نہیں ہوا۔ نوے سال انگریز نے حکومت کی مگر باوجود کئی حملوں کے یاغستان کو فتح نہ کر سکا، قبائلی مسلمان پکے نمازی ہیں، بندوق اور کارتوس کا گٹھا ان کے گلے کا ہار ہوتا ہے، جہاد کے عاشق ہیں، پٹھان سے گناہ بھی سرزد ہو جائے مگر وہ جہاد کے لیے سب سے آگے نکلتا ہے۔ اسلحے کے ماہر ہوتے ہیں ان کی ایک گولی ایک آدمی کی قیمت رکھتی ہے، ان کا نشانہ صحیح ہوتا ہے۔ جذبہ جہاد بھی تو کوئی چیز ہے، انگریز نے اب یہ جذبہ جہاد مسلمانوں کے دلوں سے نکال دیا ہے، انگریز نے مرزا غلام احمد کو بناوٹی نبی اس کے لیے بنایا تھا کہ وہ لوگوں کو جہاد سے منع کرے چنانچہ مرزا غلام احمد کہتا تھا:

اے دوستو اب چھوڑ دو جہاد کا خیال
اب دین میں حرام ہے قتل و قتال''

(تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۴۱۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، شیخ الہندؒ کے شاگرد

''یاد رکھو! ہر زمانے میں اہل حق ہوتے ہیں، اہل حق نے مرزا غلام احمد کا منہ توڑا، حضرت مولانا ثنا اللہ امرتسریؒ اہل حدیث تھے مگر وہ شیخ الہند محمود حسنؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا ثناء اللہ نے خود ایک شعر میں کہا ہے کہ میں جب وہاں شیخ الہندؒ کے درس میں سوال کرتا تھا تو طلبہ ناراض ہوتے تھے مگر شیخ الہندؒ میرے تمام شکوک وشبہات کے جوابات دے کر میری تشفی فرماتے، وہ پنجاب میں ''فاتح قادیان'' کے نام سے مشہور ہیں۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۴۱۵)

علامہ انورشاہ کشمیریؒ اور امیر شریعتؒ کی عظیم خدمات

''ہمارے علماء میں حضرت شاہ انور شاہ کشمیریؒ (اور) حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے اس بناوٹی اور مصنوعی نبی کا خوب مقابلہ کیا، اگر دیوبندی علماء مقابلے میں نہ آتے تو آج یہ سارے پنجاب والے اس کذاب نبی کی امت بن جاتے۔ قادیانیت کا یہ فتنہ انگریزی سامراج کا خود ساختہ فتنہ تھا۔'' (تفسیر لاہوری، ج ۱۰، ص: ۴۱۵)

قرآن پر فنون کو ترجیح دینا توہین

''علماء کرام جو اِن دو شعائر اللہ کے مجاور ہیں ان کی توہین کر رہے ہیں یعنی مدارس عربیہ کی تعلیم سے کہ وہ عملاً بالکل توہین کر رہے ہیں کیونکہ جو قافیہ کی کتاب پڑھائی جاتی ہے تو اول اس کا متن مستقبل پڑھایا جاتا ہے پھر چند شرحیں مثلاً تحریر سنبٹ، غایۃ التحقیق، شرح جامی اور پھر جامی کے دو حاشیے پڑھائے جاتے ہیں یعنی حاشیہ عبدالغفور اور تکملہ اور پھر عبدالغفور کے دو حاشیے یعنی عبدالحکیم اور نور محمد مدقق بھی پڑھایا جاتا ہے اور قافیہ ایسا ازبر ہوتا ہے گویا کہ نوک زبان پر رکھا ہوا ہے اور ہر ہر مسئلہ کی کئی دلیلیں اور توجیہات ترتیب ابواب وفصول بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ اس مجموعہ پر تین چار سال صرف ہوتے ہیں بہ خلاف قرآن مجید کے کہ جس کا متن نہیں پڑھایا جاتا بلکہ جلالین پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی ختم نہیں ہوتی، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ فارغ التحصیل کو اتنی قوت نہیں ہوتی کہ قرآن کا ترجمہ، تفسیر کے دیکھے بغیر ادا کر سکے اور یہی حال حدیث شریف کا بھی ہے کہ ایک سال میں تمام دورہ حدیث شریف یعنی صحاح ستہ پڑھ لیتے ہیں یہ ناممکن ہے کہ حدیث کا حق بحیثیت فن حدیث کی ادا ہو اور ترمذی شریف کو بحیثیت فقہ پڑھایا جاتا ہے۔ فلاں حدیث سے فلاں مسئلہ ثابت ہوا نہ بحیثیت فن حدیث مثلاً امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ھذا حدیث حسن یا غریب۔ اس کا کچھ پتہ نہیں کہ یہ

حدیث کیوں صحیح ہے، کیوں حسن اور کیوں غریب ہے؟ فقط تقلید کی جاتی ہے اور بصیرت سے صحیح، حسن اور غریب کا پتہ نہیں لگایا جاتا اور باقی کتب صحاح بھی نہایت سرسری طریقے سے پڑھائی جاتی ہیں اور یہ مسلمات میں سے ہے کہ مکتوب کی عزت کاتب کی عزت کو مستلزم ہے تو عصر حاضر کے بعض حضرات کے اس طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب میں ابن حاجبؒ کی عزت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی عزت سے زیادہ ہے (العیاذ باللہ) یہ تو صاف عملاً توہین ہے اور اسی وجہ سے ذلیل بھی ہے اور یہ ذلت من جانب اللہ نازل ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ اس کو دو ذلتیں اور ہیں ایک افلاس کی یہ بہت بڑی ذلت ہے اور دوسری محکومیت کی، حالانکہ مذہبی جماعت کسی کی محکوم نہیں ہوا کرتی اور اللہ تعالیٰ کسی کو ذلیل نہیں کیا کرتے جب تک وہ خود ذلیل نہ ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اور ہر بلاد کے علماء مختلف امراض میں مبتلا ہیں، کوئی گور پرستی میں کوئی جزئیات فقہ کے رہن میں، کسی نے منطق اور فلسفے کو اپنا مبلغ علم بنالیا ہے، جو واعظ ہیں وہ بھی قرآن نہیں بیان کرتے بلکہ چند جھوٹی کہانیاں اور موضوع احادیث کے بیان کرنے کو اپنی روزی کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے لیکن قرآن مجید کی طرف کسی کو بھی توجہ نہیں ہے۔" (تفسیر لاہوری، ج۱۰، ص:۴۳۱)

جنگ عظیم اول ودوم

"۱۹۱۴ء سے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی اور ۱۹۱۷ء تک جاری رہی، جرمن نے لڑائی لڑی جس میں کئی لاکھ ہلاک ہوئے، سمندر اور خشکی میں ان پر بمباری ہوتی رہی۔ یہ ذلت نہیں تو اور کیا چیز ہے؟ بظاہر تو بجا نظر آرہے ہیں مگر باطن میں گوناگوں، درد وکرب، تکالیف اور ذلتوں میں مبتلا ہیں، دو ایٹم بم سے جاپانی قتل ہوگئے پھر انھوں نے مغلوب ہوکر ہاتھ جوڑے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہے؟ یہ بڑے بڑے آفیسر اور حکام جو شعائر اللہ کی توہین وتدمیر میں لگے ہوئے ہیں ان کو مٹانے اور محو کرانے میں دن رات کوشاں ہیں، یہ تمام کے تمام ذلتوں کا شکار ہیں مختلف بیماریوں اور گوناگوں پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔" (تفسیر لاہوری، ج۱۰، ص:۴۳۲)

سچی توبہ کے لیے تین شرائط

"(۱) گزشتہ گناہوں پر ندامت (۲) مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم اور (۳) حال میں فوری دستبرداری۔" (تفسیر لاہوری، ج۱۰، ص:۴۷۹)

(جاری ہے)

مولانا انیس الرحمٰن ندوی٭

زمین ساکن ہے یا متحرک؟
قدیم وجدید نظریات اور بائبل وقرآن کے بیانات کی روشنی میں

''زمین ساکن ہے یا حرکت کر رہی ہے؟'' یہ ایک قدیم اور پیچیدہ سوال ہے جو فلسفہ، سائنس اور مذہب تینوں کے درمیان صدیوں سے بحث کا موضوع رہا ہے۔ اس پر مختلف ادوار میں مختلف نظریات پیش کئے جاتے رہے اور وقت، مشاہدات اور عقائد کے مطابق تبدیل بھی ہوتے رہے۔ یہاں ہم اس موضوع کا تاریخی، سائنسی اور مذہبی تجزیہ پیش کریں گے۔

قدیم فلاسفہ کے نظریات

ارسطو (Aristotle) اور بطلیموس (Ptolemy) یہ نظریہ رکھتے تھے کہ زمین ساکن ہے اور کائنات کا مرکز ہے، اس نظریہ کو سائنسی اصطلاح میں زمین مرکزی کائنات (Geocentric Universe) کہا جاتا ہے، اس کے مطابق سورج، چاند، ستارے سب زمین کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ نظریہ ''بطلیموسی ماڈل'' (Ptolemaic Model) بھی کہلاتا ہے۔ اس نظریہ کی بنیاد روزمرہ کے مشاہدات پر تھی، چونکہ انسان کو زمین کی حرکت محسوس نہیں ہوتی، اس لئے اسے ساکن سمجھا گیا۔ اس نظریہ کو چرچ نے بھی اپنایا۔ یورپ میں یہ نظریہ سترہویں صدی تک رائج رہا۔

زمین کی حرکت پر قدیم مذہبی نظریات

ہندومت اور بدھ مت میں کائنات، زمین اور فلکیات کے سلسلے میں جو نظریات پائے جاتے ہیں وہ زیادہ تر اساطیری (mythological) اور فلسفیانہ بنیادوں پر قائم ہیں۔ قدیم ہندومت میں زمین کو ''پرتھوی'' کہا گیا ہے جو ساکن ہے اور مرکز کائنات میں قائم ہے۔ مثلاً رگ وید، وشنو پران، اور بھگوت پران میں ذکر ہے کہ: ''زمین آسمانی ہاتھیوں، کچھوے یا سانپ کے اوپر ساکن رکھی گئی ہے۔'' وشنو پران میں ہے: ''زمین شیش ناگ کی پشت پر قائم ہے۔'' بدھ مت میں بھی زمین کو ''ساکن'' اور مرکز کائنات میں مانا گیا ہے۔ بدھ مت کے مطابق ہندوستان میں واقع میرو پہاڑ Mount Meru کائنات کا مرکز ہے اور چاند اور سورج اس کے گرد گھومتے ہیں۔

٭ جنرل سکریٹری فرقانیہ اکیڈمی وقف، ومدیر مجلہ تعمیر فکر، بنگلور

زمین کی حرکت پر بائبل کا موقف

بائبل کے مطابق ہماری زمین ساکن ہے اور چپٹی ہے، مثلاً زبور (Psalms) میں ہے:

"Who laid the foundations of the earth, that it should not be moved forever." (Psalms: 104:5)

''جس نے زمین کی بنیادیں رکھی کہ وہ ابد تک جنبش نہ کرے۔'' (زبور: ۱۰۴:۵)

بائبل میں ایک اور جگہ ہے:

"The world also shall be stable, that it be not moved." (Chronicle: 16:30)

''دنیا بھی قائم رہے گی، وہ نہیں ہلے گی۔'' (تواریخ: ۱۶:۳۰)

ایک اور جگہ ہے: "The world also is established, that it cannot be moved." (Psalms: 93:1)

''دنیا مضبوطی سے قائم ہے، وہ نہیں ہل سکتی۔''

بائبل کے انہی عقائد ونظریات کا اثر تھا کہ یورپ میں جو کوئی سائنسدان بھی زمین کے گول ہونے یا اسکی حرکت کرنے کا نظریہ رکھتا یا اس کی تشہیر کرتا تو اسے کافر قرار دے کر سخت ترین سزائیں دی جاتیں کیونکہ یہ عقیدہ بائبل کی تعبیرات اور کلیسائی عقائد سے متصادم سمجھا جاتا تھا جن مشہور سائنسدانوں کو کلیسا نے سخت سزائیں دیں ان میں جیورڈانو برونو (Giordano Bruno)-(1548-1600)، گیلیلیو گلیلی (Galileo Galilei)-(1564-1642) اور نکولس کوپرنیکس (Nicolaus Copernicus)-(1473-1543) شامل ہیں، جیورڈانو برونو کو زمین کے حرکت کرنے کا نظریہ رکھنے کی وجہ سے ۱۶۰۰ء میں کافر قرار دے کر زندہ جلا دیا گیا، گیلیلیو کو سورج کے مرکز کائنات ہونے کا نظریہ رکھنے کی بنا پر اپنی زندگی کے آخری ۹ سال اپنے گھر میں نظر بندی میں گزارنے پڑے اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔ کوپرنیکس نے کلیسا کے خوف سے اپنی کتاب جس میں اس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ سورج کائنات کے مرکز میں ہے اور زمین سمیت دوسرے سیارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں اس کو اپنی زندگی کے آخری سال شائع کروایا مگر پھر بھی کلیسا نے اس کی کتاب پر پابندی عائد کردی۔ یہ رہا زمین کے ساکن یا متحرک ہونے پر قدیم فلاسفہ اور مذاہب کے نظریات۔ اب ہم یہاں اسلامی دور میں زمین سے متعلق کی جانی والی سائنسی تحقیقات کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

مسلمانوں کا عہد زریں

مسلمانوں کے عہد زریں (۸۰۰-۱۵۰۰) میں سائنس، فلکیات، ریاضی اور دیگر سائنسی علوم

میں بے مثال ترقی ہوئی۔ اس دور کے بعض مسلم سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات نے نہ صرف زمین کی کرویت Sphericity of the Earth کو ثابت کیا بلکہ زمین کی حرکت (motion of the Earth) کے مسئلے پر بھی سنجیدہ سائنسی تحقیقات پیش کیں، اس کی بعض تفصیلات اس طرح ہیں:

(۱) مسلمانوں نے اپنے علمی سفر کے ابتدائی دور ہی میں بطلیموس کے زمین مرکزی کائنات کے نظریہ کو ناقص قرار دے دیا تھا۔ متعدد سائنسدانوں نے بطلیموس کے نظریہ پر تنقید کی جن میں کندی اور ابن الہیثم وغیرہ شامل ہیں لہٰذا کندی (801-873) بطلیموس کے زمین مرکزی کائنات کے نظریہ پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فلکی اجسام کی حرکت کو سمجھنے کے لئے نئے ماڈلز کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ابن الہیثم (965-1040) نے بطلیموس کے نظریات پر سوال اٹھائے اور کہا کہ سائنسی نظریات کو مشاہدے اور تجربے سے پرکھنا چاہئے۔

(۲) ابواسحاق نظام (م 845)

ابو اسحاق نظام یہ پہلا مسلمان سائنسدان تھا جس نے کہا کہ: ''زمین حرکت کرتی ہے اور کائنات ساکن ہے۔'' یہ بات اس وقت کے عام مذہبی اور فلسفیانہ نظریے سے بہت مختلف تھی۔

(۳) البیرونی (973–1048)

البیرونی نے زمین کی گردش Rotation اور گریویٹی gravity کے بارے میں انقلابی خیالات پیش کئے، اس کا کہنا تھا کہ ''زمین اپنے محور پر گھومتی ہے'' جس کی وجہ سے رات اور دن آتے ہیں، اس نظریہ کو یورپ میں بعد میں گیلیلیو نے اپنایا لیا لہٰذا آج یورپ میں اس نظریہ کو البیرونی کے بجائے گیلیلیو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، بیرونی نے زمین کے محیط Circumference کا بھی تقریباً درست حساب لگایا۔

(۴) الفرغانی Al-Farghani (۹ویں صدی)

الفرغانی نے ایک اہم کتاب کتاب فی الحرکات السماویہ لکھی، جس میں سیاروں کی حرکت کا تفصیلی جائزہ لیا۔ الفرغانی نے زمین کے محور پر جھکاؤ Axial Tilt کا حساب لگایا اور کہا کہ زمین پر موسمی تبدیلیوں کے لئے زمین کا محوری جھکاؤ ذمہ دار ہے۔

(۵) قطب الدین شیرازی (۱۲۳۶-۱۳۱۱) اور نصیر الدین طوسی (۱۲۰۱-۱۲۷۴)

ان دونوں سائنسدانوں نے رصدگاہِ مراغہ میں مل کر فلکیاتی ماڈل تیار کئے۔ طوسی نے ''طوسی جوڑے'' Tusi Couple کا نظریہ دیا جو بعد میں کوپرنیکس نے بھی اپنایا۔ اگرچہ انہوں نے زمین کی

حرکت کو تسلیم نہیں کیا لیکن ان کے کام نے بطلیموسی ماڈل کی پیچیدگیوں کو آسان کر دیا۔

(۶) ابن الشاطر (۱۳۰۴-۱۳۷۵)

اس سلسلے کا سب سے بڑا نام دمشق کے عظیم سائنسدان اور ماہر فلکیات ابن شاطر کا ہے جس نے فلکیات کی دنیا میں ایک زبردست انقلاب برپا کرتے ہوئے پہلی مرتبہ بطلیموسی ''زمین مرکزی کائنات'' Geocentric Universe کے نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے ''شمسی مرکزی کائنات'' Heliocentric Universe کا نظریہ پیش کیا۔ اس نئے فلکیاتی ماڈل کے مطابق مرکزِ کائنات پر زمین نہیں بلکہ سورج ہے اور زمین سمیت تمام اجرام سورج کے گرد محوری گردش کر رہے ہیں۔ اس نے یہ بھی ثابت کیا کہ ہمارا چاند ہماری زمین کی گرد گردش کر رہا ہے۔

تعجب ہے کہ ابن شاطر کے تقریباً سو سال بعد کوپرنیکس آتا ہے اور یورپ میں ابن شاطر کا ہو بہو یہی نظریہ متعارف کراتا ہے اور اہل یورپ اس نظریہ کو دریافت کرنے کا سہرا ابن شاطر کے بجائے کوپرنیکس کے سر باندھ دیتے ہیں۔ یہی نہیں آج زمین کے اپنے محور میں گردش کرنے، زمین کے محور پر جھکاؤ axial tilt جس کی وجہ سے زمین پر موسمی تبدیلیاں آتی ہیں اور اس طرح کے کئی دیگر انقلابی نظریات جن کو مسلمان سائنسدانوں نے متعارف کرایا وہ سب آج کوپرنیکس، گیلیلیو اور کیپلر کے ناموں کے ساتھ منسوب ہیں۔ اس سلسلے میں تاریخی ثبوت فراہم ہونے کے باوجود آج اسکولوں اور کالجوں میں یہی پڑھایا جا رہا ہے کہ ان کے موجد مغربی سائنسدان ہیں مسلمان سائنسدان نہیں۔

بہر حال! مسلم سائنسدانوں نے زمین کی حرکت کے بارے میں قدیم یونانی نظریات کو چیلنج کیا اور جدید انقلابی نظریات پیش کئے جنہوں نے فلکیات میں ایک نئے انقلاب کی راہ ہموار کی۔ اس نئے فلکیاتی انقلاب کے معمار البیرونی، ابن الہیثم، طوسی، الفرغانی اور ابن الشاطر جیسے عظیم مسلم سائنسدان ہیں جنہوں نے بعد میں یورپ کے سائنسی انقلاب میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

زمین کی محوری اور مداری گردش کا تذکرہ قرآن مجید میں

اب ہم اخیر میں زمین کی گردش کے بارے میں قرآنی بیانات کا جائزہ لیتے ہیں کہ قرآن زمین کی گردش کے بارے کیا کہتا ہے؟ قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جو ایسی تعبیرات اور الفاظ استعمال کرتی ہیں جو اشارۃ زمین کی اپنے محور میں حرکت اور سورج کے گرد ایک مدار میں حرکت کی طرف دلالت کرتی ہیں۔ قرآن کی یہ آیات حسب ذیل ہیں:

(۱) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (أنبياء: ۳۳)

''(اللہ) وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کئے، ہر ایک ایک مدار میں تیر رہا ہے۔''

اس آیت میں واضح طور پر کہا جارہا ہے کہ چاند اور سورج سمیت تمام اجرام جس میں ہماری زمین بھی ایک ہے وہ ایک مدار میں تیر رہے ہیں۔ اس آیت میں دو الفاظ کا استعمال کافی اہم ہے۔ پہلا 'فلک' جس کے معنیٰ 'مدار' کے ہیں، یعنی تمام اجرام کا اپنا ایک مدار ہے جس میں وہ تیر رہے ہیں۔

یہ بات جدید سائنسی تحقیقات سے بھی بخوبی ثابت ہوچکی ہے۔ مثلاً چاند ہماری زمین کے گرد گردش کررہا ہے، ہماری زمین ہمارے چاند سمیت ہمارے سورج کے گرد گردش کررہی ہے۔ ہمارا سورج ہمارے پورے نظام شمسی سمیت ہماری کہکشاں کے مرکز کے گرد گردش کررہا ہے اور پھر ہماری کہکشاں بھی اپنے تمام ستاروی نظاموں اور اجرام سمیت فضا میں حرکت کررہی ہے۔

اس آیت میں دوسرا اہم لفظ یَسْبَحُونَ ہے جو 'سبح' سے مشتق ہے۔ اس کے معنیٰ ''تیرنے'' کے ہیں، تیرنے کے مفہوم میں دو بنیادی قسم کی حرکات شامل ہوتی ہیں: (۱) کسی شے کی اپنے آپ میں حرکت جسے داخلی حرکت in-place motion کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شے خود اپنی جگہ پر حرکت کررہی ہے، جیسے پانی میں ہاتھ پیر چلانا یا جسم کو حرکت دینا۔ یہ اندرونی حرکت ہی ہے جو تیرنے کے عمل کو ممکن بناتی ہے۔ (۲) اس شے کا آگے بڑھنا، جسے انتقالی حرکت forward motion کہا جاتا ہے، اس سے مراد ہے کہ وہ شے اپنی جگہ سے آگے کی طرف بڑھ رہی ہے، یعنی محض حرکت نہیں بلکہ پیش قدمی بھی ہورہی ہے، تیرنے میں یہ دونوں حرکات لازم وملزوم ہیں۔ پہلی حرکت اجرام کا اپنے محور میں گردش کرنا ہے لہٰذا آج جدید سائنس نے یہ ثابت کردیا کہ زمین سمیت تمام اجرام سماوی اپنے اپنے محور میں بھی گھوم رہے ہیں، لہٰذا چاند، زمین، سورج، ہمارا نظام شمسی، ہماری کہکشاں سب اپنے محور میں گھوم رہے ہیں جبکہ دوسری حرکت ان تمام اجرام کا اپنے اپنے مدار میں بھی تیرنا ہے۔ اس طرح یہ تمام اجرام دوہری گردش میں مصروف ہیں، لہٰذا اس آیت میں مستعمل لفظ "سبح" میں زمین سمیت تمام اجرام کی ان دونوں قسم کی گردش یعنی محوری گردش اور مداری گردش دونوں کی طرف انتہائی بلیغ اشارہ موجود ہے۔ (اس موضوع پر مکمل تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری ویڈیو ''کائنات کی ہر چیز اپنے مدار میں تیر رہی ہے'')

(۲) يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ (الزمر: ۵)

''وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔''

اس آیت میں مستعمل لفظ یُکَوِّرُ کا مطلب ہے لپیٹنا، جیسے سر پر عمامہ لپیٹا جاتا ہے، اس لفظ کے مفہوم میں گردش اور دائرہ نما حرکت دونوں کا تصور شامل ہے۔ اس سے زمین کے گول ہونے اور اس کے گھومنے دونوں کی طرف اشارہ ملتا ہے، کیونکہ رات اور دن کا اس انداز میں آنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک زمین گول ہو اور اور اپنے مدار میں حرکت نہ کر رہی ہو۔ اسی معنی کی ایک اور آیت حسب ذیل ہے:

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ (حج: ۲۲)

''وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔''

لہٰذا رات اور دن کی یہ گردش بھی زمین کی محوری گردش اور زمین کے کرہ نما ہونے کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے۔

(۳) وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (النمل: ۸۸)

''اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ ساکن ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی مانند چل رہے ہیں''

اس آیت میں زمین کے اوپر موجود پہاڑوں کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ وہ بادلوں کے مانند حرکت کر رہے ہیں۔ جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تو ساکن، اور غیر متحرک ہیں۔ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ زمین کی حرکت کی وجہ سے پہاڑ بھی بادلوں کی مانند حرکت کر رہے ہیں، اگرچہ ہمیں وہ جامد (ساکن) نظر آتے ہیں یعنی یہ ایک ظاہری احساس ہے، حقیقت میں حرکت ہو رہی ہے۔ اگر اس آیت کا یہ مطلب نہ لیا جائے تو پھر پہاڑوں کی حرکت کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

زمین کی چار گردشیں

یہاں پر حیران کن اور دلچسپ بات یہ ہے کہ زمین صرف اپنے محور اور ہمارے سورج کے گرد ہی نہیں گھوم رہی ہے بلکہ وہ ہمارے نظام شمسی اور ہماری کہکشاں کے ساتھ مل کر کئی اور گردشوں میں مصروف ہے۔ زمین کی ان تمام قسموں کی گردشوں کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

(۱) زمین اپنے محور میں 1670 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اور تقریباً ۲۴ گھنٹوں میں ایک چکر پورا کرتی ہے، جس سے زمین پر دن اور رات آتے ہیں۔

(۲) زمین سورج کے گرد اپنے مدار میں 107200 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت کر رہی ہے، اور تقریباً ۳۶۵ دنوں میں سورج کا ایک چکر پورا کرتی ہے جس سے زمین پر موسموں (seasons) میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔

(۳) ہمارا نظام شمسی جس میں ہماری زمین بھی شامل ہے ہماری کہکشاں ملکی وے کے مرکز کے گرد 828,000 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے۔

(۴) ہماری کہکشاں ''ملکی وے'' بھی ہماری زمین اور ہمارے نظام شمسی سمیت خلا میں ۲۱ لاکھ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت کر رہی ہے۔

زمین کی محوری اور مداری گردش پر قرآن کا استدلال اوپر سورۂ انبیاء کی آیت نمبر ۳۳، سورۂ زمر کی آیت ۵، سورۂ حج کی آیت نمبر ۲۲ اور سورۂ نمل کی آیت نمبر ۸۸ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ اب یہاں سوال یہ ہے کہ زمین کی دوسری گردشوں کا کوئی اشارہ قرآن مجید میں ملتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب اثبات میں ہے۔ سورۂ انبیاء کی آیت ۳۳ کو ایک اور مرتبہ غور سے پڑھیں:

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (الانبیاء: ۳۳) ''ہر ایک ایک مدار میں تیر رہا ہے۔''

یہ آیت انتہائی بلیغ انداز میں کائنات میں موجود تمام اجرام سماوی کی حرکات پر دلالت کر رہی ہے کہ تمام اجرام اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ اس آیت میں لطیف اشارہ زمین کی تین طرفہ حرکت کی جانب بھی ہے یعنی جس طرح زمین چاند کے ساتھ مل کر بطور اکائی سورج کے گرد اپنے مدار میں حرکت کر رہی ہے، اسی طرح ہمارا سورج بھی بطور اکائی زمین سمیت اپنے نظام شمسی کے تمام اجرام کے ساتھ ہماری کہکشاں کے مرکز کے گرد حرکت کر رہا ہے۔ اسی طرح ہماری کہکشاں بھی بطور اکائی ہماری زمین اور ہمارے نظام شمسی سمیت خلا میں حرکت کر رہی ہے۔ اس طرح قرآن کی مذکورہ بالا آیت کے ان چار الفاظ کی تشریح میں پورے علم فلکیات کو پیش کیا جا سکتا ہے اور اس کی تشریح میں کئی ضخیم جلدیں سیاہ کی جا سکتی ہیں۔ یہ آیت قرآن مجید کے علمی اعجاز کا ایک شاہکار کہی جا سکتی ہے۔

زمین کے ساکن ہونے کے قائل علماء اور ان کے دلائل

قرآن مجید کی بعض آیات سے بعض علماء یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ زمین حرکت نہیں کر رہی ہے بلکہ ساکن ہے، مثلاً ماضی قریب میں ایک بڑے عالم دین مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب بعنوان ''نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان'' تحریر کی ہے جس میں انہوں نے قرآنی حوالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ زمین ساکن ہے۔ اسی طرح انہوں نے زمین کے ساکن ہونے پر سائنسی دلائل پر ایک اور کتاب بعنوان ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' تحریر کی ہے۔ جس میں انہوں سائنسی دلائل کے ذریعہ زمین کی حرکت کے نظریہ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ زمین کو غیر متحرک کہنے والوں کا سب سے اہم استدلال مندرجہ ذیل آیت کریمہ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (فاطر: ٤١)

''بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا انہیں کون تھامے گا، یقیناً وہ بردبار اور بہت بخشنے والا ہے۔''

یہ آیت دراصل زمین اور آسمانوں کے درمیان جو قوت کشش gravity ہے اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ نے ان اجرام کے مابین قوت کشش رکھی ہے جس کی وجہ سے فضا میں ان اجرام کی اتنی تیز اور قسما قسم کی گردشوں کے باوجود یہ فضا میں بغیر کسی اختلال اور آپسی تصادم کے اپنے اپنے مداروں میں حرکت کر رہے ہیں، ورنہ اگر یہ قوت کشش نہ ہو تو یہ سب آپس میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے۔

اس آیت کا یہ مفہوم مراد لینے کے بجائے اس سے زمین کی حرکت مراد لی جائے کہ اللہ زمین کو حرکت کرنے سے روکے رکھے ہوئے ہے تو مفہوم درست نہیں ہوگا کیونکہ اس آیت میں زمین کے علاوہ دیگر تمام اجرام سماوی (celestial bodies) کا تذکرہ بھی موجود ہے لہٰذا ان کو بھی زمین ہی کی طرح ساکن ماننا پڑے گا کہ وہ بھی حرکت نہیں کر رہے ہیں جو ظاہر ہے کہ ایک غلط نظریہ ہے۔ اس کو خود زمین کو ساکن کہنے والے نہیں مانتے لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اس آیت میں ''زوال'' سے حرکت نہیں بلکہ قوت کشش مراد ہے۔ اس کے علاوہ بعض قرآنی آیات جن میں زمین کو بچھائے جانے یا زمین کو 'جائے قرار' بنائے جانے کا تذکرہ ہے ان سے بھی زمین کے ساکن ہونے سے استدلال کیا جاتا ہے۔ یہ آیات اس طرح ہیں:

وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (الغاشية: ٢٠)

''اور (کیا وہ نہیں دیکھتے کہ) زمین کو کیسے بچھایا گیا؟''

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا (غافر: ٦٤)

''اللہ ہی ہے وہ جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار بنایا۔''

جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ان آیات سے جو مفہوم نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین اپنی گولائی اور متعدد حرکات جن میں اس کی محوری گردش، مداری گردش، شمسی گردش اور کہکشانی گردش شامل ہیں ان سب کے باوجود اللہ نے زمین کو ایسا بنایا ہے کہ وہ انسانوں کے لئے مسطح لگتی اور زمین کی قوت کشش (gravity) کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین بالکل بھی حرکت اور جنبش نہیں کر رہی ہے بلکہ وہ انسانوں کے لئے جائے قرار اور سکونت و مسکنت کا ٹھکانہ ہے۔

(آخری قسط) ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی *

فلیش لون یعنی کولیٹرل لیس کرپٹو قرضے

(رہن کے بغیر بہت کم دورانیہ کے کرپٹو کرنسی قرضے)

فلیش لون کے استعمال کی مختلف مثالیں

فلیش لون کی خصوصیات کو استعمال کرتے ہوئے اس کو کئی قسم کے جدید مالی معاملات میں استعمال کیا جارہا ہے جن میں سرفہرست کولیٹرل سویپ (Collateral Swap)، لیکوڈیشن (Liquidation) آربیٹریج (Arbitrage) اور واش ٹریڈنگ (Wash Trading) وغیرہ شامل ہیں جو قارئین اس سلسلے میں مزید تفصیلات و سائنسی شواہد جاننا چاہتے ہیں مثلاً کب کون سی ٹرانزیکشن ہوئی، اور اس میں کتنا فلیش لون کا استعمال کر کے کون سے جدید مالی معاملات میں استعمال کیا گیا اور کتنا نفع کمایا گیا، وہ ان سائنسی مقالہ جات کا تفصیلی مطالعہ فرمالیں [۱۸-۱۹] نیز فلیش لون کے استعمال کی ان چار مثالوں کو ہم نے انھی سائنسی مقالہ جات سے سمجھ کر آسان الفاظ میں اس مضمون میں بیان کیا ہے۔

__واش ٹریڈ:__ واش ٹریڈ (Wash Trade) کے ذریعے مارکیٹ میں مصنوعی طور پر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ مارکیٹ میں کافی ہلچل ہے یعنی اس طریقے سے خرید و فروخت کی جاتی ہے کہ عام صارفین کو یہ تاثر ملے کہ مارکیٹ ٹریڈنگ والیم بہت زیادہ ہے اور اس سے عام صارفین مارکیٹ ٹریڈنگ والیم کے حوالے سے گمراہ ہوجاتے ہیں، کموڈیٹی فیوچرز ٹریڈنگ کمیشن (سی ایف ٹی سی) واش ٹریڈنگ کی تعریف یوں کرتا ہے کہ ''لین دین میں داخل ہونا یا اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرنا، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ خرید و فروخت کی گئی ہے، بغیر مارکیٹ کے خطرے کے یا تاجر کی مارکیٹ کی پوزیشن میں تبدیلی کے'' یعنی کافی سارے خرید و فروخت کے عمل کے باوجود بھی تاجر کے پاس رکھے ہوئے اثاثے تبدیل نہیں ہوتے۔ واش ٹریڈنگ فراڈ ہے اور اس کا اصل تجارت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ روایتی واش ٹریڈ کے مقابلے میں فلیش لون کے ذریعے واش ٹریڈنگ کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں واش ٹریڈر کو زیادہ کیپیٹل نہیں چاہیے ہوتا۔ ایک حالیہ

---

* لیکچرر منسٹر ٹیکنالوجی یونیورسٹی آف آئرلینڈ

سائنسی تحقیق میں محققین نے فلیش لون کے ذریعے واش ٹریڈنگ کا کافی تفصیلی تجزیہ کیا ہے [۲۰] ان محققین کی تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ فلیش لون پر مبنی واش ٹریڈنگ کے مدد سے ٹریڈنگ والیم (حجم) کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر دکھایا جاسکتا ہے، اس میں گیس فیس کم ہوتی ہے اور زیادہ قرضہ کی مقدار باسانی مل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں کرپٹو کرنسی پر مبنی معیشت کا کافی حجم نظر آتا ہے۔ واش ٹریڈ کیلئے صارف یہ اقدامات کرے گا۔

(۱) صارف فلیش لون ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کی شکل میں فلیش لون لینڈنگ پول سے حاصل کرے گا۔ (۲) پھر اس ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کو ''ایکسچینج الف'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثوں کے ساتھ تبادلہ یعنی سویپ کرے گا۔ (۳) پھر دوبارہ اسی ''ایکسچینج الف'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثے کو ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کے ساتھ تبادلہ کرے گا۔ (۴) پھر اس ''قسم الف'' کرپٹو اثاثوں کو فلیش لون لینڈنگ پول کو لوٹا دے گا، گو کہ اس طرح کے بے تکی ٹرانزیکشن کرنے سے صارف کا اصل مقصود حقیقی تجارت کرنا نہیں ہے، اس کی فنانشل بیس بھی نہیں ہے، صارف کے کرپٹو اثاثوں کی نیٹ پوزیشن بھی تبدیل نہیں ہوتی مگر جب اس طرح کی بہت زیادہ ٹرانزیکشن ہوتی ہیں تو مارکیٹ میں ہلچل اور مارکیٹ والیم بڑھنے کا تاثر ملتا ہے اور اس طرح کی ٹرانزیکشن کرنے سے واش ٹریڈ کرنے والے صارف کو منافع بھی مل جاتا ہے۔

آربیٹریج: آربیٹریج (Arbitrage) ایک سرمایہ کاری کا طریقہ ہے جس کے اندر صارف مارکیٹ (ایکسچینج) میں قیمتوں کے فرق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بیک وقت خرید وفروخت کر کے نفع کماتا ہے، یعنی ایک ہی قسم کے اثاثے ایک ایکسچینج سے کم قیمت پر خرید کر دوسرے ایکسچینج پر زیادہ قیمت پر فروخت کر کے منافع کماتا ہے۔ آربیٹریج کیلئے صارف یہ اقدامات کرے گا۔

(۱) صارف فلیش لون ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کی شکل میں فلیش لون لینڈنگ پول سے حاصل کریگا (۲) پھر اس ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کو ''ایکسچینج الف'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثوں کے ساتھ تبادلہ یعنی سویپ کرے گا۔ (۳) پھر ایک دوسرے ''ایکسچینج ب'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثے کو ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کے ساتھ تبادلہ کرے گا (۴) پھر اس ''قسم الف'' کرپٹو اثاثوں کو فلیش لون لینڈنگ پول کو لوٹا دے گا۔

سیلف لیکوڈیشن: سیلف لیکوڈیشن (Liquidation – Self) کے اندر صارف کے پاس کسی قرضہ فراہم کرنے والی اپلی کیشن سے اپنے رہن کو چھڑوانے کیلئے زائد اثاثے نہیں ہوتے یعنی صارف

قرضہ واپس نہیں کرسکتا۔ جس سے لیکوڈیٹ ہونے کا خطرہ برقرار رہتا ہے لہٰذا لیکوڈیشن سے بچنے کیلئے صارف فلیش لون حاصل کرکے پہلے اپنا قرضہ لوٹاتا ہے، رہن واپس حاصل کرتا ہے، پھر اس رہن کو ایکسچینج میں بیچ کر فلیش لون واپس کرتا ہے۔ سیلف لیکوڈیشن کیلئے صارف یہ اقدامات کرے گا۔

(۱) صارف فلیش لون ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کی شکل میں فلیش لون لینڈنگ پول سے حاصل کرے گا۔ (۲) پھر اس ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کو قرضہ فراہم کرنے والی ایپلی کیشن کو جمع کرواکر اپنا رہن واپس حاصل کرے گا جو کہ ''قسم ب'' کرپٹو اثاثے کی شکل میں ہوگا۔ (۳) پھر ''ایکسچینج الف'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثے کو ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کے ساتھ تبادلہ کریگا۔ (۴) پھر اس ''قسم الف'' کرپٹو اثاثوں کو فلیش لون لینڈنگ پول کو لوٹا دے گا۔

کولیٹرل سویپ: کولیٹرل سویپ (Collateral Swap) میں صارف اثاثہ (رہن) کا تبادلہ اثاثہ (رہن) سے کرتا ہے تاکہ نفع کما سکے۔ کولیٹرل سویپ کیلئے صارف یہ اقدامات کرے گا۔

(۱) صارف فلیش لون ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کی شکل میں فلیش لون لینڈنگ پول سے حاصل کرے گا۔ (۲) پھر اس ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے کو قرضہ فراہم کرنے والی ایپلی کیشن کو جمع کرواکر اپنا رہن واپس حاصل کرے گا جو کہ ''قسم ب'' کرپٹو اثاثے کی شکل میں ہوگا (۳) پھر ''ایکسچینج الف'' میں ''قسم ب'' کے کرپٹو اثاثے کو ''قسم ج'' کے کرپٹو اثاثے کی ساتھ تبادلہ کرے گا۔ (۴) پھر اس ''قسم ج'' کے کرپٹو اثاثے کو قرضہ فراہم کرنے والی ایپلی کیشن کو بطور رہن جمع کرواکر ''قسم الف'' کے کرپٹو اثاثے حاصل کرے گا۔ (۵) پھر اس ''قسم الف'' کرپٹو اثاثوں کو فلیش لون لینڈنگ پول کو لوٹا دے گا۔

فلیش لون کی رائج عملی مثالیں

مثال کے طور پر آدوے (Aave) فلیش لون کے طریقہ کار کو دیکھتے ہیں۔ آدوے آٹھ بلاک چین نیٹ ورک کے ساتھ جڑا ہوا ہے جن میں پندرہ سے زیادہ مارکیٹ ہیں۔ ان آٹھ بلاک چین میں ایتھریم (Ethereum)، ایوالانچ (Avalance)، آپٹی میزم (Optimism)، جی نوسس (Gnosis)، پولی گون (Polygon)، آربی ٹرم (Arbitrum)، بیس (Base)، اور آدوے آرک (Aave Arc) شامل ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب آپ کوئی ٹرانزیکشن کریں گے تو ان ٹرانزیکشن کا اندراج ان آٹھ بلاک چین میں سے کسی ایک پر ہوگا۔ آدوے میں ڈی سینٹرلائزیشن کے نظام کو گورننس ٹوکن کے ذریعے چلایا

جاتا ہے اور ان گورننس ٹوکن کو ووٹنگ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے[۲۱]

آووے ان مارکیٹ پر کرپٹو اثاثے سپلائی (Supply) کرنے پر سالانہ انٹرسٹ ریٹ (Annual Percentage Yield)(APY) صارفین کو دیتا ہے۔نیز صارفین اپنے کرپٹو اثاثوں کو بطور کولیٹرل بھی آووے کو دے سکتے ہیں تاکہ وہ اس کے بدلے قرضہ لے سکے اور ان اثاثوں کو دیگر اثاثوں سے تبدیل بھی کرسکتا ہے جس کی اس صارف کو کچھ فیس دینی ہوگی۔ پھر صارف نے جو اثاثے قرضہ لئے ہیں ان کو دوبارہ بھی وہ صارف سپلائی اور کولیٹرل کے لئے استعمال کرسکتا ہے۔

آووے کی ویب سائٹ[۲۲] پر فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق ایک صارف سب سے پہلے اپنے کرپٹو اثاثوں اور ان کی مقدار کو آووے کو سپلائی Supply کریگا،اس کیلئے صارف کے پاس سب سے پہلے کرپٹو کرنسی والٹ میں کرپٹو اثاثے ہونے چاہئیں جن کو وہ حقیقی کرنسی سے خرید سکتا ہے مثلاً امریکی ڈالر سے پھر وہ صارف ایتھریم کرپٹو کرنسی وغیرہ خرید کر اپنے والٹ میں رکھ لیگا، اسکے بعد وہ صارف آووے کی ویب سائٹ پر جاکر اپنے والٹ کو لنک کریگا اور پھر وہ ایک ٹرانزیکشن کرکے اپنے اثاثے آووے کو سپلائی کردیگا، اس طریقے سے صارف کے کرپٹو اثاثے آووے کے لیکوڈیٹی پول میں آگئے اور ان کے نتیجے میں آووے سالانہ انٹرسٹ ریٹ صارف کو دیگا، اس طریقے سے فلیش لون مہیا کرنے والے مختلف صارفین سے کرپٹو اثاثے اکٹھا کرتے ہیں اور پھر اپنے لیکوڈیٹی پول میں رکھ لیتے ہیں اور اس کا اظہار وہ ٹوٹل ویلیو لاکڈ Total Value Locked(TVL) سے کرتے ہیں۔

آووے کے اندر قرضہ لینے کیلئے قرض دار اثاثے گروی رکھوائے گا اور اس کی مقدار کا تعین قرضہ اور قدر کے تناسب سے ہوگا جسے اصطلاح میں ایل ٹی وی Loan to Value Ratio(LTV) کہتے ہیں۔اس ایل ٹی وی کی مقدار مختلف پلیٹ فارمز کے لئے مختلف ہوسکتی ہے۔مثلاً اگر کسی پلیٹ فارم کی ایل ٹی وی کی مقدار صفر اشاریہ آٹھ 0.8 ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص سو ایتھریم رکھوائے گا تو اس کے بدلے اسے زیادہ سے زیادہ اسی ایتھریم کی مالیت کے برابر کرپٹو اثاثے قرضہ لینے کی اجازت ہوگی چونکہ کرپٹو اثاثوں کی قیمتوں میں بہت تیزی سے تبدیلی ہوتی ہے لہٰذا ہیلتھ فیکٹر (Health Factor) کے ذریعے رہن کی صحت اور مقدار کا تعین کیا جاتا ہے تاکہ رہن کی مالیت لئے گئے قرضے کی ایک سطح سے نیچے گر جائے تو رہن کو لیکوڈیٹ (Liquidate) کردیا جائے۔اوپر ہی کی مثال میں ایک شخص کے پاس سو ایتھریم تھے اور اس نے اسی ایتھریم قرضہ لیا۔ایک ایتھریم کی قیمت قرضہ لیتے وقت سو امریکی ڈالر تھی۔اب اگر ایتھریم کی قیمت گر کر ساٹھ امریکی ڈالر ہوگئی تو اگر ہیلتھ فیکٹر (Health

(Factor) چونکہ نیچے آگیا لہٰذا رہن کو لیکوڈیٹ کردیا جائے گا۔

جب کسی صارف کو آووے سے کرپٹو اثاثے حاصل کرنا ہوں گے تو وہ صارف اپنے کرپٹو کرنسی والٹ کو آووے سے لنک کرے گا اور پھر کرپٹو اثاثے قرضہ حاصل کرے گا اور اس پر صارف کو سالانہ انٹرسٹ ریٹ آووے کو دینا ہوگا۔ آووے کی ویب سائٹ پر فراہم کردہ معلومات کے مطابق صارف کی قرضہ لینے کی مقدار جن عوامل پر انحصار کرتی ہے ان میں صارف کی مہیا کرنے والی سپلائی یعنی کولیٹرل (رہن) اور موجود لیکوڈیٹی کی مقدار شامل ہے۔ اگر صارف سالانہ انٹرسٹ ریٹ آووے کو ادا نہیں کرتا تو اس کے سپلائی یعنی گروی رکھے گئے اثاثے لیکوڈیٹ کردیے جائیں گے۔ نیز اگر صارف کے سپلائی یعنی گروی رکھے گئے اثاثوں کی مارکیٹ ویلیو حاصل کیے گئے قرضے سے کم ہوگئی تو بھی اثاثے لیکوڈیٹ کردیے جائیں گے، کچھ فلیش لون مہیا کرنے والے قرضہ مہیا کیے گئے اثاثوں پر فیس وصول کرتے ہیں جبکہ کچھ نہیں کرتے، مثلاً آووے مہیا کیے گئے اثاثوں کے 0.25 فیصد پر، یونی سویپ مہیا کیے گئے اثاثوں کے 0.3 فیصد جبکہ ڈی وائی ڈی ایکس کچھ بھی فیس وصول نہیں کرتا۔

آووے دو طرح کے ٹوکن جاری کرتا ہے۔ پہلی قسم آووے کے نیٹیو (Native) ٹوکن ہیں جنہیں ''آووے ٹوکن'' (Aave Token) کہا جاتا ہے جبکہ دوسری قسم کو ''اے ٹوکن'' کہا جاتا ہے۔ جب کوئی صارف کرپٹو اثاثے ''سپلائی'' کرتا ہے تو آووے کے اندر ''اے ٹوکن'' (AToken) جاری کیے جاتے ہیں پھر جتنے سپلائی کیے گئے کرپٹو اثاثے ہیں ان کو ''اے ٹوکن'' کے پیچھے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی قدر مستحکم رکھیں یعنی پیگڈ Pegged کردیا جاتا ہے۔ ان ''اے ٹوکن'' کو دوسروں کو منتقل بھی کیا جاتا ہے یعنی قرضے کے ٹوکن کی خرید وفروخت بھی ہوتی ہے۔

فلیش لون اور مائیکرو پیمنٹ میں فرق

اگر ہم مُرَوَّجہ مالیاتی و معاشی نظام میں دیکھیں تو ہمیں مائیکرو پیمنٹ (Micro Payment) ٹرانزیکشن نظر آتی ہیں، اگرچہ مائیکرو پیمنٹ فلیش لون سے ملتی جلتی لگتی ہے مگر اس میں اور فلیش لون میں کئی بنیادی فرق ہیں۔

فرق اول: فلیش لون صرف کرپٹو کرنسی کے نظام پر انحصار کرتا ہے جبکہ مائیکرو پیمنٹ کیلئے کرپٹو کرنسی کی ضرورت نہیں۔ فرق دوم: فلیش لون کا دَورانیہ صرف ایک ٹرانزیکشن کی توثیق کا دَورانیہ ہے جبکہ یہ بات مائیکرو پیمنٹ پر لاگو نہیں ہوتی۔ فرق سوم: بعض کرپٹو کرنسی میں ٹرانزیکشن کی توثیق کا دَورانیہ دس منٹ ہوتا

ہے لہٰذا فلیش لون کا دَوْرانیہ بھی دس منٹ ہوگا نیز جن کرپٹو کرنسیوں میں ٹرانزیکشن کی توثیق کا دَوْرانیہ کم ہوتا ہے، فلیش لون کی مدت بھی اُسی لحاظ سے کم ہوگی۔ اس کے بالمقابل مائیکرو ہیمنٹ کا دَوْرانیہ کا ٹرانزیکشن کی توثیق کے دَوْرانیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فرق چہارم: فلیش لون کے نظام میں اٹامک ٹرانزیکشن موجود ہوتی ہے جبکہ مائیکرو ہیمنٹ میں اٹامک ٹرانزیکشن نہیں ہوتی۔

فلیش لون اور حقیقی معیشت

فلیش لون کے ذریعے قرضے کی فراہمی کا جو نظام قائم کیا گیا ہے اس کے نتائج بہت بھیانک ہوں گے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں، مثلاً زید کے پاس پانچ تولہ سونا ہے، وہ اس پانچ تولہ سونے کو گروی رکھوا کر تین لاکھ پاکستانی روپے بطور قرضہ حاصل کرتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ تین لاکھ روپے کی واپسی ادائیگی نہیں کرپاتا تو مرتہن اس سونے کو بیچ کر اپنا تین لاکھ قرض وصول کرسکتا ہے، قرض وصولی کے بعد بقیہ رقم اصل مالک (گروی رکھنے والے) کو لوٹانا ضروری ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ مرتہن کا اس سونے کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہاں پر یہ بات اہم ہے کہ سونا شرعی طور پر "مال" ہے اور اسکی ذاتی قدر بھی ہے۔ اسی وجہ سے اگر مقروض قرضے کی ادائیگی نہیں کرپاتا تو رہن کے ذریعے سے مرتہن اپنے قرضے کی وصولیابی کرسکتا ہے، اس کے بالمقابل بکر کو تین لاکھ قرضہ چاہیے، اس کیلئے وہ یہ حیلہ اختیار کرتا ہے کہ ایک فرضی پلاٹ (جس کی مالیت چالیس لاکھ پاکستانی روپے وہ تصور کرلیتا ہے)، جس پلاٹ کا کوئی حقیقی وجود نہیں، اس کو کھاتے میں اندراج کے ذریعے بطور گروی رکھوا دیتا ہے۔ کیا کوئی ذی شعور ایسے فرضی پلاٹ کو بطور رہن رکھنے کا سوچ بھی سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرض دینے والے کو ایسے فرضی پلاٹ کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ نہ تو یہ پلاٹ حقیقی وجود رکھتا ہے اور نہ ہی اس کا اتنی مالیت ہے، بس یہی کچھ فلیش لون اور کرپٹو اثاثوں کی دنیا میں ہورہا ہے کہ فرضی نمبروں کا کھاتے میں اندراج کردیا جاتا ہے، ان فرضی نمبروں میں کوئی ذاتی قدر نہیں اور پھر اس کو بطور گروی رکھ دیا جاتا ہے، نیز ان فرضی نمبروں کو ہی بطور قرض بھی دے دیا جاتا ہے۔ یہ سب گورکھ دھندا وہ لوگ کرتے ہیں جنہوں نے فرضی معیشت کو پروان چڑھانا ہے، لوگوں سے پیسہ بٹورنا ہے۔ یہی لوگ ایسا نظام قائم کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان فرضی نمبروں میں کچھ "قدر" ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ یہ سارا تخیلاتی نظام دھڑام سے زمین بوس ہوجاتا ہے کیونکہ حقیقت میں تو پیچھے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے شریعت حقیقی اثاثوں پر مبنی معیشت کی بات کرتی ہے اور تجارت ولین دین کے کچھ اصول وضع کرتی ہے تاکہ انسانیت کا مجموعی طور پر فائدہ ہو۔

شرعی لحاظ سے فلیش لون میں قابلِ غور چند پہلو

شرعی لحاظ سے فلیش لون میں جو پہلو قابلِ غور ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں:

☆ فلیش لون میں جو قرضہ ملتا ہے وہ کرپٹو کرنسی واثاثوں کی شکل میں ملتا ہے۔

☆ فلیش لون میں جو قرضہ واپس لوٹانا پڑتا ہے وہ کرپٹو کرنسی واثاثوں کی شکل میں ہوتا ہے۔

☆ فلیش لون لینڈنگ پول کو کرپٹو اثاثے مہیا کرنے پر صارفین کو سود ملتا ہے۔

☆ فلیش لون لینڈنگ پول کو قرضہ لوٹاتے وقت سود دینا پڑتا ہے۔

دیکھئے اصولی بات یہ ہے کہ "اگر کسی شخص نے قرض حسن لے کر کاروبار میں سرمایہ لگایا ہے اور دائن کے ساتھ شرکت یا مضاربت کا معاملہ نہیں کیا تو قرض لینے کے بعد مدیون خود اس روپے کا مالک ہوگیا، اب وہ خود سرمایہ دار کی حیثیت سے روپیہ لگا رہا ہے، اس لئے نقصان کی ذمہ داری بھی اسی پر ہوگی" (حوالہ: مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مفتی اعظم پاکستان، اسلام کا نظامِ تقسیمِ دولت، ص ۲۷، مکتبہ دارالعلوم کراچی) لہٰذا اب مقروض کے ملکیتی پیسوں سے کی گئی دیگر تمام ٹرانزیکشن کو قرضہ کے ساتھ جوڑنا اور فلیش لون مقروض کی نادہندگی کی صورت میں اُس قرضہ سے کی گئی دیگر تمام ٹرانزیکشن اور معاملات کو ہی کالعدم Null and Void قرار دے دیا جانے سے دیگر ٹرانزیکشن و معاملات میں غرر بھی آرہا ہے، شرط کا بھی دخل ہے (چونکہ دیگر ٹرانزیکشن پہلی ٹرانزیکشن پر موقوف ہیں) اور معاملہ بھی مجہول ہو رہا ہے۔

☆ شریعت میں "قرض کے لین دین کے معاملات (قرض کی رقم، قرض کی واپسی کا وقت وغیرہ) کو تحریری شکل میں محفوظ کرلینا قرض لینے اور دینے والے دونوں کے لیے بہتر اور مستحب ہے، تاکہ بعد میں مقروض اور قرض دینے والے کے درمیان کسی قسم کا اشتباہ اور اس کے نتیجہ میں نزاع نہ ہو" (حوالہ: فتویٰ نمبر، 144311101079، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری)۔ چونکہ فلیش لون ڈی فائی اور کرپٹو کرنسی کے نظام پر انحصار کرتا ہے لہٰذا فلیش لون میں جو صارفین قرضہ لے رہے ہوتے ہیں ان کی اصل شناخت ممکن نہیں ہوتی اور شریعت کے اس عمل کو چھوڑنے کی وجہ سے دیگر مفاسد کے علاوہ نزاع کا اندیشہ قائم رہتا ہے۔

☆ فلیش لون میں تجار بغیر رسک اٹھائے نفع کماتے ہیں۔

قرض سے متعلق مزاجِ شریعت

قرض (دَین) سے متعلق شریعت کے واضح احکامات موجود ہیں جن کا خلاصہ حضرت مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب دامت برکاتہم اپنے مضمون "سود اور اس کے متعلقہ مباحث، پہلی قسط، جمادی الاخری

۱۴۳۵ھ، مئی ۲۰۱۴، ماہنامہ ''بینات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

☆ ''قرض ایک معاوضاتی معاملے کے بجائے ایک تبرعاتی معاملہ ہے، جس میں عبادت کا پہلو غالب ہے۔

☆ قرض دینا صدقہ کرنے سے بھی بڑھ کر عبادت قرار دیا گیا ہے۔

☆ قرض لینا حاجت پر مبنی ہے، یعنی قرض ضرورتِ شدیدہ کی بنا پر ہی لیا جانا چاہیے۔

☆ قرض لے کر لوٹانا حقوق العباد میں سے ایک بہت اہم حق ہے، حتیٰ کہ ایک موقع پر اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے شخص پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھانے سے بھی انکار فرما دیا اور قرض کی ادائیگی کے باوجود ادائیگی کی استطاعت رکھنے کے ٹال مٹول کرنے کو ظلم فرمایا گیا ہے جو کہ قیامت میدانِ حشر میں اندھیریوں کا سبب ہوگا۔'' حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ''سود پر تاریخی فیصلہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''موجودہ سیکولر سرمایہ داری نظام اور اسلامی اُصولوں کے درمیان ایک اور بنیادی فرق یہ ہے کہ سرمایہ داری نظام میں قرضوں کا مقصد صرف تجارتی ہوتا ہے تاکہ قرضوں کے ذریعے قرض دینے والے ایک متعین نفع کما سکیں، اس کے برخلاف اسلام قرضوں کو نفع کمانے کا ذریعہ قرار نہیں دیتا، اس کے بجائے ان کا مقصد یا تو انسانیت کی بنیاد پر دُوسروں کی مدد کر کے ثواب کمانا ہوتا ہے یا پھر کسی محفوظ ہاتھ میں اپنی رقم کو محفوظ کرنا ہوتا ہے، جہاں تک سرمایہ کاری کا تعلق ہے، اسلام میں اس کے لئے دُوسرے طریقے ہیں مثلاً شرکت وغیرہ لہٰذا قرضوں کے عقد کے ذریعے نفع اندوزی نہیں کی جاسکتی''۔

خلاصہ کلام

مفتیانِ کرام کے مطابق فلیش لون کو شرعی طور پر قرضہ تصور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ فلیش لون کی تو بنیاد ہی کرپٹو کرنسی پر ہے یعنی فلیش لون تو کھاتے میں موجود فرضی نمبروں کو بطور قرضہ فراہم کرنے کا نام ہے، اگرچہ فلیش لون کے ذریعے تخیلاتی و فرضی نمبروں کو قیمتی تصور کر کے ان کا قرضہ دینا اب ممکن ہے مگر یہ صرف اُن لوگوں کے لالچ و ہوس کہ وجہ سے ہے جو کہ عالمی معاشی نظام پر اپنا کنٹرول مزید مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور قوموں کو غلام بنانے کیلئے نت نئے طریقے سوچتے رہتے ہیں۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

فلیش لون کے اندر شرعی لحاظ سے کئی خرابیاں موجود ہیں جن میں سود، فلیش لون نظام کا کرپٹو اثاثوں پر منحصر ہونا، غرر اور ٹرانزیکشن میں شرط کا دخل شامل ہے۔ نیز فلیش لون میں قرضوں کی فراہمی حقیقی اثاثوں پر مبنی نہیں ہے اور قرضوں کی فراہمی کے اس نظام کا حقیقی معیشت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فلیش لون ڈی فائی نظام کے حامیوں بشمول کرپٹو سرمایہ کاروں نے یہ مصنوعات صرف کرپٹو کو زندہ رکھنے کے لیے بنائے ہیں۔ فلیش لون پر مبنی نظام ایک بے لگام نظام ہے جو کہ نتیجتاً دیوالیہ پن، دھوکہ بازی اور معاشی بدحالی کا باعث بنتا ہے۔ حقیقی اثاثوں پر مبنی معیشت اور تخیلاتی معیشت کے درمیان بہت زیادہ دوری پائی جاتی ہے، جس نے پہلے اپنے تباہ کن اثرات دکھائے تھے اور ڈی فائی کے ذریعے دوبارہ وہی ہو رہا ہے۔ اس لیے دنیا کو ڈی فائی، فلیش لون اور کرپٹو اثاثوں سے جڑی تمام سروسز و مصنوعات سے باز رہنا چاہیے!

حواشی و حوالہ جات

[1] Campbell R. Harvey, Ashwin Ramachandran,Joey Santoro,"DeFi and the Future of Finance", Wiley, Aug 2021.

[2] Kenneth Bok,"Decentralizing Finance:How DeFi, Digital Assets, and Distributed Ledger Technology Are Transforming Finance", Wiley, Jan 2024.

[3]Seoyoung Kim, DeFi For Dummies, John Wiley and Sons, 2023.

[4] Compound, https//:compound.finance

[5] Aave, https//:aave.com [6] dYdX, https//:dydx.exchange

[7] Uniswap, https//:uniswap.org

[8] Defi Llama Lending, https//:defillama.com/protocols/Lending

[9] Mubashir Husain Rehmani, The risks of flash loans, Dawn News, 29April 2024. Link:https//:www.dawn.com/news/1830162/the-risks-of-flash-loans

[10] L. Gudgeon, D. Perez, D. Harz, B. Livshits and A. Gervais,"The Decentralized Financial Crisis,"2020 Crypto Valley Conference on Blockchain Technology (CVCBT), Rotkreuz, Switzerland, 2020.

[11] K. Koštál, M. N. Bahar, R. Gazdik and M. Ries,"Advancing Decentralized Finance:A Comprehensive Pool-Based Liquidity Protocol,"2023 Fifth International Conference on Blockchain Computing and Applications (BCCA), Kuwait, Kuwait, 2023.

[12] Stefan Kitzler, Friedhelm Victor, Pietro Saggese, and Bernhard Haslhofer,"Disentangling Decentralized Finance(DeFi)Compositions", ACMTrans. Web 17, 2, Article 10, 2023.

[13] Sam Werner, Daniel Perez, Lewis Gudgeon, Ariah Klages-Mundt, Dominik Harz, and

William Knottenbelt, "SoK: Decentralized Finance (DeFi"), In Proceedings of the 4th ACM Conference on Advances in Financial Technologies (AFT '22), Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 30–46, 2023.

[14] Lewis Gudgeon, Sam Werner, Daniel Perez, and William J. Knottenbelt, "DeFi Protocols for Loanable Funds: Interest Rates, Liquidity and Market Efficiency", In Proceedings of the 2nd ACM Conference on Advances in Financial Technologies (AFT '20). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 92–112, 2020.

[15] Kaihua Qin, Liyi Zhou, Benjamin Livshits, Arthur Gervais, Attacking the DeFi Ecosystem with Flash Loans for Fun and Profit. In: Borisov, N., Diaz, C. (eds) Financial Cryptography and Data Security, FC 2021. Lecture Notes in Computer Science, vol 12674. Springer, Berlin, Heidelberg.

[16] Kaihua Qin, Liyi Zhou, Yaroslav Afonin, Ludovico Lazzaretti, Arthur Gervais, CeFi vs. DeFi--Comparing Centralized to Decentralized Finance, CryptoValley Conference (CVC), arXiv preprint arXiv:2106.08157, 2021.

[17] Dabao Wang, Siwei Wu, Ziling Lin, Lei Wu, Xingliang Yuan, Yajin Zhou, Haoyu Wang, and Kui Ren, "Towards A First Step to Understand Flash Loan and Its Applications in DeFi Ecosystem", In Proceedings of the Ninth International Workshop on Security in Blockchain and Cloud Computing (SBC '21). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 23–28, 2021.

[18] Dabao Wang, Siwei Wu, Ziling Lin, Lei Wu, Xingliang Yuan, Yajin Zhou, Haoyu Wang, and Kui Ren, "Towards A First Step to Understand Flash Loan and Its Applications in DeFi Ecosystem", In Proceedings of the Ninth International Workshop on Security in Blockchain and Cloud Computing (SBC '21). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 23–28, 2021.

[19] Rundong Gan, Le Wang, Xiangyu Ruan, and Xiaodong Lin, "Understanding Flash-Loan-based Wash Trading", In Proceedings of the 4th ACM Conference on Advances in Financial Technologies (AFT '22). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 74–88, 2023.

[20] Rundong Gan, Le Wang, Xiangyu Ruan, and Xiaodong Lin, "Understanding Flash-Loan-based Wash Trading", In Proceedings of the 4th ACM Conference on Advances in Financial Technologies (AFT '22). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 74–88, 2023.

[21] Maya Dotan, Aviv Yaish, Hsin-Chu Yin, Eytan Tsytkin, and Aviv Zohar, "The Vulnerable Nature of Decentralized Governance in DeFi", In Proceedings of the 2023 Workshop on Decentralized Finance and Security (DeFi '23). Association for Computing Machinery, New York, NY, USA, 25–31, 2023.

[22] https//:docs.aave.com/ faq/ depositing-and-earning

مولانا ذبیح اللہ مجددی
مہتمم دارالعلوم مجددیہ مائکی صوابی

295-C حد یا تعزیر؟
توہین رسالت قانون

پاکستان کی عدالتیں جس طرح آئین وقانون کو موم کی ناک بنا کر لبرل انتہاء پسندوں کی منشا کے مطابق اس کی تعبیر وتشریح کر کے انھیں مسلسل سپورٹ کر رہی ہیں، کیا یہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک کی عدلیہ کے شایانِ شان ہے؟ ہر کوئی جانتا ہے کہ دین مخالف لابیاں پاکستان میں کتنی متحرک ہیں؟ اور کس زور وشور سے پروپیگنڈہ کرتی نظر آتی ہیں۔ دینی طبقے کو انتہاء پسند اور متشدد ثابت کرنے کے لیے قسم قسم کے شکوک وشبہات پیدا کیے جاتے ہیں۔ اباحیت پسند متجددین کی طرف سے ایک مشہور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے۔ بڑے بڑے دشمنوں کو معاف فرمانے والے تھے تو کیسے ممکن ہے کہ اپنی ذات کے لیے بدلہ لے لیں اور یہی خوے عفو واحسان کئی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

مسلمانوں کی دینی وعلمی روایت اور تراث کے بالکل متوازی تصورات، اصطلاحات اور تشریحات کی بنیاد رکھنے والے معروف اسکالر جاوید احمد غامدی صاحب عہد نبویؐ میں توہین رسالتؐ کے جرم میں سزا یافتہ مجرموں کے واقعات کو جزئی اور غیر متعلق مانتے ہیں، یعنی ان مجرموں کو سزا توہین رسالت کے جرم میں نہیں ہوئی کیونکہ توہین رسالت تو سرے سے قابل مواخذہ جرم نہیں بلکہ یہ لوگ توہین رسالتؐ کے علاوہ بڑے بڑے ناقابلِ معافی جرائم کے مرتکب ہوئے تھے یعنی غامدی صاحب اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ کعب بن اشرف، ابورافع یا ابن خطل کو گستاخی کے جرم میں قتل کر دیا گیا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ سب بغاوت، قتل وغارت، عہد شکنی یا خیانت کے جرم میں قتل ہوئے ہیں، اپنی اس بات کی دلیل میں سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳۲ پیش کرتے ہیں: مَن قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٍ فِي الۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا

اس آیت سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ آیت میں فَسَادٍ فِي الۡأَرۡضِ کو عدالتی قتل کے

جواز کا واحد سبب قرار دیا گیا ہے، یعنی اگر کوئی شخص زمین میں فساد کرے یا قتل کرے تو اس کو سزائے موت دی جائے گی اس کے علاوہ زنا ہو یا ارتداد، ڈکیتی ہو یا کوئی اور بڑے سے بڑا جرم وگناہ، کسی کا خون بہانے کا جواز پیدا نہیں کر سکتا۔

یہ ہوا ان متجددین کا استدلال، پتہ نہیں ''فساد'' کا کونسا خود ساختہ پیمانہ ان کے ہاں مقرر ہے کہ یہ نہ تو توہینِ رسالت جیسے انسانیت سوز گھناؤنے جرم کو فساد کہتے ہیں اور مسلح رہزنی کو حالانکہ فقہاء فساد کا دائرہ حرابہ سے بھی وسیع مانتے ہیں۔ حرابہ کی مخصوص سزا جو سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت میں ذکر ہے، یہ صرف حرابہ کی سزا ہے جو اسلحہ بردار رہزنوں پر لاگو ہوگی اس کے علاوہ فساد کرنے والوں کے لیے احناف کے ہاں تعزیری سزائیں ہیں۔ محاربہ (قطع الطریق ر رہزنی) ایک خاص شکل ہے فساد کی لیکن فساد کا دائرہ اس سے وسیع تر ہے۔ امام ابوبکر الجصاص (التوفی ۳۷۰ھ) اپنی کتاب أحکام القرآن میں سورۃ المائدہ کی مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں: فأما من أفسد فی الأرض بوجهٍ لیس فیه محاربةٌ فلا یدخل تحت هذا الحکم '' جو شخص زمین میں فساد کرے لیکن محاربہ (یعنی قتال و رہزنی) کی صورت کے بغیر، تو وہ سورۃ المائدہ: آیت ۳۳ کے تحت نہیں آئے گا۔

یہاں امام بصاصؒ فساد فی الارض کو حرابہ کے بغیر بھی ممکن مانتے ہیں تاہم ساتھ یہ فرق بھی بیان کرتے ہیں کہ جہاں فساد فی الأرض ہو لیکن حرابہ (قتل ورہزنی) نہ ہو تو وہاں پر آیت ۳۳ کے احکام لاگو نہیں ہوتے یعنی وہ محاربہ کے بغیر بھی فساد کو مستقل جرم مانتے ہیں پھر ایسا گھناؤنا جرم جو گواہوں کے سامنے برسرِ عام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ صرف ذات مبارکہ کو نشانہ بنائے بلکہ ذات مبارکہ سے جڑے ہوئے دین کے حصار کو توڑنے کی کوشش کرے اور تمام امت مسلمہ کے دلوں کو چیر کے رکھ دے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ ان متجددین کے ہاں فساد نہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ اگر فساد صرف امن عامہ کو خراب کرنے کا نام ہے، تو کیا انسانیت کی لکیر سے گرے ہوئے توہین کرنے والے درندے امن عامہ کو بڑھاوا دے رہے ہیں؟ یا ایمان واسلام (جو امن وسلامتی کے ضامن ہیں) کی بیخ کنی کر رہے ہیں؟

امام سرخسیؒ المبسوط میں گویا زمانہ حاضر کے ڈیجیٹل آلات اور میڈیا کے ذریعے توہین آمیز مواد نشر کرنے کے جرم ہی کو فساد کہتے ہیں۔

ومن أظهر الفسق، ونشر الفاحشة، وأبطل الحق، وزین الباطل، فقد أفسد فی الأرض

''جس نے فحاشی پھیلائی، حق کو مٹایا، باطل کو مزین کیا، اس نے زمین میں فساد کیا۔''

الغرض! توہینِ رسالت فساد تو ہے ہی، چاہے محاربہ نہ بھی ہو کیونکہ یہ فتنہ اور بغاوت ہے، یہ

معاشرے میں نبیؐ کی محبت، دینی سلامتی اور امنِ عامہ کو نقصان دیتی ہے، فقہائے احناف کے ظاہر مذہب و روایت کی بنیادی علت یہی بغاوت ہے، وہ توہینِ رسالت کو ارتداد یعنی دین سے بغاوت قرار دیتے ہیں اور توہین کرنے والا اگر مسلمان مرد ہے تو وہاں بغاوت کا معنی پایا جاتا ہے اور مسلمان مرد کی بغاوت بغیر قتل وقتال کے زائل نہیں ہوتی، اگر پورا جتھہ توہین کرے تو سب سے جنگ کرنا لازم ہے البتہ اگر جتھہ اتنا مضبوط ہو کہ جنگ میں اسلامی ریاست کو فائدے سے زیادہ نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو اسلامی ریاست عارضی طور پر مصالحت بھی کرسکتی ہے۔ عورت کی بغاوت کو جیل میں رکھنے سے دبایا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے احناف توہین کرنے والی مسلمان عورت کے قتل کے قائل نہیں، توہین کرنے والے کافر مرد و عورت کو حالات کی مناسبت سے تعزیری سزا تو دی جاسکتی ہے، تاہم توہین کے جرم کی وجہ سے اسلامی ریاست میں ایسے کافروں سے رہائش کا حق (عہد ذمہ) سلب نہیں ہوتا، یہ حنفی مذہب کی رو سے احکام کی تفصیل ہے لیکن پاکستان میں تمام معتبر مفتیان کرام حنفی ہونے کے باوجود توہین رسالت کے معاملے میں حنفی مذہب کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے، اس لیے کہ پاکستان کا آئین و قانون ہر حال میں توہین کرنے والے کو سزائے موت دیتا ہے، جو جمہور امت کا مذہب ہے اور اصول یہ ہے کہ آئین و قانون چار مذاہب میں سے کسی بھی مذہب کے موافق ہو تو فتویٰ اسی مذہب کے مطابق دیا جائے گا، اگرچہ مفتی کے اپنے مذہب کے خلاف ہو کیونکہ آئین و قانون کو اسلامی تسلیم کرنے کی انتہائی کوشش شریعت کو مطلوب ہے۔ قرآنی لغت کے امام راغب اصفہانی اپنی معروف کتاب المفردات میں فساد کا معنیٰ یوں فرماتے ہیں:

> الفساد يُطلق على ما تجاوز حدود الاعتدال... وعمل الخروج عن صلاح الدين يُعد فسادا۔
>
> ''فساد وہ ہے جو دین، اعتقاد یا نظمِ معاشرہ کی حدود سے تجاوز کرے، خلافِ اعتدال ہو اور اصلاح سے بعید ہو۔''

الغرض! دین کی بنیادی حدود کو پامال کرنا فساد کی سب سے پہلی قسم ہے، باقی اخلاقی انحطاط اور اجتماعی برائی کو غیر مسلم ماہرین لغت نے بھی فساد کا معنیٰ قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ توہین رسالت سے زیادہ اخلاقی انحطاط اور کیا ہوسکتا ہے۔

ذرا امت مسلمہ کے معتبر و مستند علماء کا موقف بھی ملاحظہ فرمائیں: امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

> وَسَبُّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم هُوَ أَكْبَرُ أَنْوَاعِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، فَيَجِبُ

قَتْلُهُ حَتّٰى وَلَوْ أَسْلَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ (الصارم المسلول، دار ابن حزم)

'' نبیؐ کی توہین زمین میں سب سے بڑا فساد ہے، اس لیے توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے، چاہے وہ بعد میں توبہ کر لے یا اسلام قبول کرے۔''

علامہ خفاجی حنفیؒ فرماتے ہیں:

وَسَبُّهُ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَفْحَشِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَشَاعَ الْفِتْنَةَ، وَتَعَيَّنَ حَدُّه

''نبیؐ کی توہین زمین میں بدترین فساد ہے۔ جو ایسا کرے وہ فتنے کو پھیلانے والا ہے، اور اس پر حد (سزا) واجب ہے''

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

''شاتمِ رسولؐ کے عمل سے جو فساد فی الارض پیدا ہوتا ہے، وہ قتال، ڈاکہ اور قتل جیسے جرائم سے کہیں زیادہ ہے۔ (ماہنامہ ''البلاغ''، جامعہ دارالعلوم کراچی)

علامہ قاضی عیاضؒ عشق رسول سے لبریز اپنی کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ

مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَدْ كَفَرَ، وَقُتِلَ، وَلَا يُسْتَتَابُ، لِأَنَّهُ طَعَنَ فِي النُّبُوَّةِ، وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ۔

''جس نے نبی کو گالی دی، وہ کافر ہے اور قتل کیا جائے گا، اس سے توبہ کا مطالبہ نہ ہوگا کیونکہ اس نے نبوت پر طعن کیا اور زمین میں فساد پھیلایا۔''

دین کے اسرار و مقاصد کا تھوڑا سا بھی ادراک و شعور ہو تو دل یہ بات ماننے میں ایک لمحے کو بھی تامل نہیں کرتا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی ناموس بلکہ ہر گوشہ حیات کی حفاظت میں دین اسلام کی بقاء ہے کیونکہ اس میں دو رائے نہیں کہ دین اسلام کا مرکز و محور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

اگر دین کو ایک جسم تصور کیا جائے تو ناموسِ رسالتؐ اس کی روح ہے، جس کے بغیر سارا دین حیات سے محروم ہے۔ میر حجاز ہی میر کارواں ہیں۔ ان کا ہر قول و فعل اور ادا و اشارہ دین ہے۔

وہ مرکز ایمان ہیں، پاکستان کا آئین بھی اپنی بنیاد اسی سے اٹھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک زندگی میں جہاں خونخوار دشمن معاف فرما دیتے ہیں، وہاں ہجو وگستاخی اور ہرزہ سرائی کرنے والوں کے بارے میں انتہائی حساس ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں گستاخی رسالت کی سزا قتل رہی ہے۔ عہدِ نبویؐ، عہد خلفائے راشدینؓ اور بعد کے جمہور فقہاء نے گستاخِ رسولؐ کی سزا قتل ہی مقرر کی ہے۔ ابنِ خطل، ابو رافع، کعب بن اشرف، عقبہ بن ابی معیط جیسے لوگ یقیناً دوسرے بڑے جرائم کی وجہ سے قتل کے مستحق تھے لیکن بہت سے مواقع پر اور بالخصوص فتح مکہ کے موقع پر بغاوت وخیانت اور قتل وسازش کے سب مجرموں کے لئے سرعام اور باعزت معافی کا اعلان ہوا تو پھر کیا وجہ تھی کہ گستاخ ابن خطل کو رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ رحمت سے معافی نہیں ملی، سوائے اس کے کہ اسی رحمت کی ناقدری کر کے حرماں نصیب ہوا، کس قدر سخت حکم دیا جارہا ہے کہ اگر کعبہ کے غلاف سے بھی چمٹ جائے تو بھی قتل کردیا جائے کیونکہ حضورؐ کی ناموس دین کا محافظ حصار ہے، اگر یہ حصار ٹوٹے گا تو دین کے بقیہ احکام پر عمل درآمد باقی نہیں رہے گا۔

آج کل ایک خاص سیکولر طبقہ قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف نہ صرف مسلسل آواز بلند کر رہا ہے بلکہ بعض حکومتی شخصیات، صحافی، وکلاء اور جج برادری کی حمایت حاصل کر کے اس قانون کو ہیومن رائٹس کے خلاف بلکہ ظالمانہ قرار دیکر ملت کے اس عقیدے اور وحدت پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ قانون غلط استعمال ہو رہا ہے اور ذاتی دشمنی یا کسی اور پلاننگ کے تحت بے گناہ لوگوں پر قانون کا یہ شکنجہ کسا جارہا ہے۔ اس مشہور اعتراض کا ہم تحقیقی جائزہ لیں گے اور دکھائیں گے کہ شریعت کے بے مثال عادلانہ نظام میں یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ شریعت کا کوئی قانون، الٰہی ہونے کے باوصف، ظالمانہ ہو یا اُس میں ظلم وستم کو روا رکھنے کے لیے چور دروازے کھلے چھوڑ دیئے گئے ہوں، بالخصوص حضور کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شریعت میں تو ہر شرعی حکم میں اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ برائی کا کوئی ایسا دروازہ کھلا نہ رہے جس سے قیامت تک کسی برائی کے درآنے کا امکان ہو یعنی یہ بات قطعی اور بدیہی طور پر ناممکن ہے کہ شریعت نے پہلے سے مس یوز یعنی غلط استعمال ہونے سے بچنے کی کوئی تدبیر نہ کی ہو، اگر خدانخواستہ ہمیں اس کے خلاف کہیں نظر آتا ہے تو دو باتیں ممکن ہیں یا تو شریعت کے قانون پر پوری طرح (As it is) عمل نہ ہوا ہوگا یا اس کی تنفیذ واجرا (پراسیجر) میں کوئی خامی رہی ہوگی ورنہ یہ نہیں ہوسکتا کہ قانون شریعت کا ہو اور اس کا پروسیجر بھی درست ہو پھر بھی کسی ظالم کو اس کے غلط استعمال کا موقع مل جائے۔ اس لیے شریعت کے

کسی قانون پر تنقید کرنے سے پہلے ہمیں ہزار بار سوچنا پڑے گا کہ کیا ہم نے اس قانونِ شریعت پر صحیح طرح عمل کیا ہے اور کیا جو پروسیجر شریعت نے اس کے لیے وضع کیا ہے، ہم نے اس میں کہیں غلطی تو نہیں کی ہے، اگر قانونِ شریعت اپنا عادلانہ نتیجہ نہیں دے رہی، تو کہیں نہ کہیں غلطی ضرور ہے۔ اسی بنیادی نکتے کی وضاحت کے لیے اب ہم توہین رسالت کے قانون پر ہونے والی تنقید کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں کہ ناقدین کی تشویش کی اصل وجہ شرعی قانون اور اس کا شریعت میں وضع کردہ پروسیجر ہے؟ یا قانون اور اُس کا پروسیجر کامن لاء جیوریسپروڈنس کا لے کر الزام شریعت پر لگایا جا رہا ہے؟ یا شرعی حدود وقوانین سے جان چھڑانے کے لیے منظم لابنگ اور پلاننگ کی جا رہی ہے۔

سردست عرض یہ ہے کہ دفعہ 295-C توہین رسالت کے جرم کی دفعہ ہے اور شریعت و آئین کی روح کے عین مطابق ہے، آئینِ پاکستان 1973، کا آرٹیکل 227، دفعہ نمبر ایک کہتی ہے کہ ''پاکستان میں تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے احکام کے مطابق بنایا جائے گا اور ایسے احکام کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جا سکے گا۔'' نیز توہین رسالتؐ کے اس قانون کو نہ صرف فیڈرل شریعت کورٹ بلکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی اپنی تفصیلی عدالتی تشریحات میں اسلامی، آئینی اور ضروری قرار دیا ہے۔ جب یہ بات واضح ہوئی کہ یہ شریعت کے عین مطابق قانون ہے۔ اب ہمیں اس کی شرعی حیثیت واضح کرنا ضروری ہے کہ 295-C حد ہے یا تعزیر، نیز پاکستان میں بطورِ حد نافذ ہے یا بطورِ تعزیر اور اگر بطور حد نافذ ہے تو کیا حد کے شرائط وتقاضے بھی پورے کیے جاتے ہیں؟ یوں واضح ہو جائے گا کہ غلطی قانون میں نہیں بلکہ شرائط وتقاضے پورے نہ کرنے میں ہے۔

295-C حد ہے یا تعزیر؟

اس نکتے پر غور کئی اشکالات کو رفع کر سکتا ہے، نہ قانون کے غلط استعمال کا شکوہ ہوگا اور نہ تحقیقاتی کمیشن کی جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت ہوگی۔ قانون وشریعت پر ٹھیک ٹھاک عمل ہوگا، ظلم کا سدِ باب ہوگا اور انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ تو آیئے ایک نظر دیکھ لیتے ہیں۔

اسلامی فقہ، شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ — تینوں اس بات پر متفق ہیں کہ توہینِ ناموس رسالت کی سزا قتل (موت) ہے اور یہ سزا تعزیر نہیں بلکہ ''حد'' ہے۔ (وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ 10FSC1991 PLD

مقدمہ: مجیب الرحمٰن بنام حکومت پاکستان (295-C پر شریعت ریویو کیس)

عدالت نے 295-C کو شریعت سے ہم آہنگ قرار دیتے ہوئے کہا کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی سزا صرف موت ہے۔ اس میں کسی معافی، جرمانے یا تخفیف کی

گنجائش نہیں۔''

اس فیصلے میں یہ بھی کہا گیا کہ: ''توہینِ رسالتؐ ایک ایسا جرم ہے جو حد کے درجے میں آتا ہے، نہ کہ تعزیر کے، حنفی مذہب کے خاتمۃ المحققین علامہ شامیؒ نے اگرچہ تعزیر ہونے پر اپنی تحقیق ختم کی ہے، لیکن : قضاء القاضی رافع للخلاف کی روسے پاکستان کے تمام اکابر مفتیانِ کرام فتویٰ حد کا جاری کرتے ہیں اور یہی ہر لحاظ سے مناسب اور مضبوط موقف بھی ہے۔اصل غور وفکر کے لائق مقام یہ ہے کہ ''آدھا تیتر آدھا بٹیر'' کی طرح جرم کو حد قرار دینا، سزا حد کی دینا اور اثباتِ جرم میں تعزیر کا پروسیجر اور شرائط کافی سمجھنا غیر معقول، غیر قانونی اور غیر شرعی ہیں۔ اس بات کا لازمی تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ توہینِ رسالت کے جرم کے ثبوت کے لیے شہادت کا معیار ثبوتِ حد کے شایانِ شان ہو۔ قانونِ شہادت کا دیباچہ(Preamble) بالکل واشگاف الفاظ میں کہتا ہے:

Shahadat Order, 1984, Application Clause;¯e¯Qanun

"Provided that the provisions of this Article shall not apply to the trial of

cases under the laws relating to the enforcement of Hudood"

کے تحت چلایا جائے گا Hudood Laws یعنی اس آرڈر کی کوئی بھی شق اُس مقدمے میں لاگو نہیں ہوگی جو قانونِ شہادت آرڈیننس 1984 کا (Article 45) واضح قرار دیتا ہے کہ Hudood Laws کے تحت آنے والی عدالتی کارروائیوں میں یہ آرڈر بالکل لاگو نہیں ہوتا۔اس کا مطلب ہے کہ زنا، چوری، قذف، شراب نوشی یا جب کبھی توہینِ رسالت صاف طور پر ''حد'' شمار ہوتی ہے۔ ان مقدمات میں عام شہادت کے اصول نافذ نہیں کیے جاتے بلکہ شرعی حدود کی مخصوص شرائط ہی قابلِ اطلاق ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ قانونِ شہادت کے ماتھے پر لکھی گئی ان ہدایات کے بالکل برعکس کئی اعلیٰ عدالتوں نے حد کی سزا قانونِ شہادت کی ان دفعات کی رُو سے دی ہے جو عام دیوانی یا فوجداری مقدمات سے متعلق ہیں۔ مثلاً آرٹیکل (Law of Evidence) کی "Explanation" ان الفاظ میں کی ہے:

Explanation : "This Article shall apply to all proceedings except proceedings relating to Hudood".

''وضاحت: یہ آرٹیکل تمام کارروائیوں پر لاگو ہوگا سوائے اُن کارروائیوں کے جو حدود سے متعلق ہوں''۔

واضح رہے کہ 'Explanation' قانون کا جزوِلازم ہوتی ہے، اور عدالت میں اس کی حیثیت کسی بھی Substantive substantive حصے کے برابر ہوتی ہے، عدالتیں قانون کی Explanation کو قانون

کی تشریح اور دائرکار (Scope) متعین کرنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔

پاکستان کی عدالتی تاریخ میں C-295 میں حد کی شرائط کہیں بھی پوری نہیں ہوئیں اور یہی شریعت کے فلسفہ جرم وسزا کا تقاضا ہے کہ سزا عبرتناک دی جائے مگر جرم کا معیارِ ثبوت شک وشبہ سے بالاتر ہو، یہاں تک کہ غلطی سے سزا نہ ہوئی تو معاف ہے لیکن سزا دینے میں غلطی نہ ہو۔ اقرار یا دو عادل گواہ نہ ہوں تو معاملہ حد سے تعزیر کی طرف جائے گا۔ عدالتوں نے C-295 کے تحت جتنی سزائیں سنائی ہیں، سب کی سب کو تعزیر وسیاست کے خانے میں ڈالنا بھی ممکن نہیں کیونکہ تعزیر میں موت کی سزا صرف مخصوص حالات میں دی جاسکتی ہے اور یہاں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام کی سزہی اس مخصوص نوعیت کے تھے، پھر یہ بھی ایک طرفہ تماشہ ہے کہ پاکستانی عدالتوں نے اب تک C-295 کے تحت جتنی بھی موت کی سزائیں سنائی ہیں؛ کم وبیش ڈیجیٹل ڈیوائسز کے ذریعے حد کی سزائیں سنائی ہیں، جو شریعت اور قانون دونوں کی رُو سے محلِ نظر ہے۔ یہ فلسفہ شریعت اور احتیاط کے خلاف ہے جس کا لحاظ رکھنا حدود میں فرض ہے۔

بعض عدالتوں نے اپنی تفصیلی ججمنٹ میں وضاحت کی ہے کہ ڈیجیٹل ایویڈینس کو پرائمری سورس آف ایویڈینس کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اس لیے ہم اس کی بنیاد پر موت کی سزا سنا رہے ہیں۔ ایسے عدالتی فیصلوں کی پشت پر کوئی قانون نہیں بلکہ قانون کی واضح تصریحات اس کے برعکس ہیں۔ جن کا ٹیکسٹ ہم نے پیش کیا، نیز شرعی اصول کے بالکل خلاف ہے۔ ابھی تک کسی فقیہ ومجتہد نے ڈیجیٹل ایویڈینس کو ثبوتِ حد کے لیے کافی نہیں مانا، تاہم سپورٹیو ایویڈینس کے طور پر سب مان رہے ہیں، جس پر زیادہ سے زیادہ تعزیری سزا دی جاسکتی ہے کیونکہ قانونِ شہادت آرٹیکل 164 کے تحت جدید آلات سے دستیاب شہادت) مثلاً ویڈیو، ڈیجیٹل ریکارڈ، DNA وغیرہ (قبول کی جاسکتی ہے لیکن اس حصے کا اطلاق حدود کے مقدمات پر نہیں ہوتا، جیسا کہ قانون کے آرٹیکل 17 کی وضاحت میں واضح ہے۔

اب سوچا جائے کہ شریعت اور قانون کے ان واضح احکامات پر عمل ہو تو غلط استعمال (Misuse) کی نہ ٹلنے والی مصیبت، خواہ واقعی ہے یا سازشی، سے کس آسانی سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں، اسی طرح جو لوگ ابھی تک تحقیقاتی کمیشن کی تشکیل پر مصر ہیں، ان کا یہ اصرار بھی بے معنی ہوکر رہ جائے گا، اس اہم اور بنیادی نکتہ کو کامن لاء جیوریسپروڈینس کے ماہر ججز اور عدالتیں اب تک سمجھنے سے قاصر ہیں، انٹرنیشنل لاء کے بالکل برعکس فقہاءِ مجتہدین تو حد کے نفاذ میں اتنی احتیاطیں برتتے ہیں کہ غیر معقول (unreasonable)، کمزور (weak) یا over- stretched شک بھی ــ اگر ثبوت کی قوت کو مجروح کرے تو حد کے نفاذ میں رکاوٹ بنے گا۔ علامہ ابن قدامہ، نووی، کاسنی، مرغینانی، شامی، زیلعی اور شوکانی رحمہم اللہ نے یہ ضابطہ بارہا بیان کیا کہ ہر قسم کا شک، چاہے وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو، حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ بعض ائمہ فقہاء کی عبارات

ملاحظہ فرمائیں: امام زیلعی حنفیؒ لکھتے ہیں: وَ اِنْ حَصَلَتْ شُبْهَة فِیْ مُوْجِبِ الْحَدِّ، سَقَطَ الْحَدُّ وَ اِنْ كَانَتِ الشُّبْهَةُ وَاهِيَةً۔ (نصب الراية للزيلعيؒ ج ٣ ص٣٣٩) "اگر حد کے موجب میں شبہ پیدا ہو جائے تو حد ساقط ہو جاتی ہے، چاہے وہ شبہ کمزور ہی کیوں نہ ہو۔"

علامہ ابن الہمام الحنفیؒ فرماتے ہیں:

"جب شبہ موجود ہو تو حد قائم کرنا جائز نہیں، خواہ وہ شبہ دور دراز کا ہو یا تاویلی ہو۔"

(فتح القدير للامام ابن همامؒ ج ٤، ص ٥٤)

الموسوعة الفقهية الكويتية نے تمام فقہاء کا اجماع ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حدود شبہات کے ذریعے سقط ہو جاتی ہیں، خواہ وہ شبہ قوی ہو یا ضعیف۔ (ج۱۷،ص۱۵۲)

فقہاء و مجتہدین کی ان تصریحات کے بعد آیئے پاکستانی قانون پر بھی اس حوالے سے ایک نظر ڈالتے ہیں۔

پاکستان کا قانون

- آرٹیکل 17 قانونِ شہادت واضح کرتا ہے کہ: "حد کے مقدمات میں عام شہادت کا قانون لاگو نہیں ہوتا، اس طرح weak, unreasonable یا circumstantial evidence قابلِ قبول نہیں۔
- آرٹیکل 164 صرف تعزیرات میں digital / forensic evidence تسلیم کرتا ہے۔ حدود کے مقدمات میں ایسے شواہد ممد (تائیدی) ہو سکتے ہیں لیکن کافی نہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کا واضح حکم ہے کہ حد صرف اس وقت نافذ ہوگی جب:
    - شہادتِ شرعیہ (دو عادل، بالغ، مرد مسلمان گواہ) ہو۔
    - بلا شک و شبہ جرم کا ارتکاب ہو۔
    - کسی شک یا قیاس کی گنجائش نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ 295-C چونکہ حد ہے اس لیے اس میں حدود آرٹیکل 17 اور 164 لاگو نہیں ہوں گے۔ Circumstantial Evidence یا Weak or Irresistible Evidence کی بنیاد پر حد نہیں لگائی جا سکتی، البتہ تعزیر ہو سکتی ہے اور معاملے کی نوعیت دیکھتے ہوئے مخصوص حالات میں جج موت کی سزا بھی دے سکتا ہے۔

(مفتی) سید انور شاہ
استاد و مفتی جامعہ بیت السلام تلک روڈ کراچی

خطبہ، تقریر اور نمازِ جمعہ میں لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال

بعض خطیب حضرات جمعہ کے دن تقریر، خطبہ اور نماز کے دوران مسجد کا بیرونی لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے ہیں، جس کی آواز دور دراز تک پہنچتی ہے، جس کی وجہ سے جہاں ایک طرف نماز و خطبہ کی بے احترامی لازم آتی ہے، وہاں دوسری طرف معذور، مریضوں اور ہمارے بوڑھے حضرات کو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہی صورتِ حال سیاسی اور مذہبی جلسوں میں بھی عام طور پر نظر آتی ہے، اس کی وجہ سے کوئی شخص اپنے گھر میں آرام سے نہ سو سکتا ہے، نہ یکسوئی کے ساتھ اپنا کوئی اور کام کر سکتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اذان کی آواز دور تک پہنچانا برحق ہے لیکن مسجدوں میں جو وعظ و نصیحت، تقریر و بیان یا خطبہ اور ذکر و تلاوت لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہے، ان کی آواز دور دور تک اور گھر گھر تک پہنچانے کا کوئی جواز نہیں ہے، اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مسجد میں بہت تھوڑے لوگ تقریر و بیان سننے کیلئے بیٹھے ہیں، جن کو آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے یا صرف اندرونی مائیک سے بآسانی کام چل سکتا ہے لیکن بیرونی لاؤڈ اسپیکر پوری قوت سے کھلا ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ آواز محلے کے گھر گھر میں اس طرح پہنچتی ہے کہ کوئی شخص اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خاص کر جب ایک ہی وقت میں مختلف مسجدوں کے بیرونی لاؤڈ اسپیکر استعمال ہوتے ہیں تو ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے ٹکرانے کی وجہ سے جو شور و شغب پیدا ہوتا ہے، آس پاس رہنے والے لوگ اذیت اور بے چینی کے عالم میں رہتے ہیں، کسی کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس کی آواز کو صرف ضرورت کی حد تک محدود رکھا جائے اور آس پاس کے ان ضعیفوں اور بیماروں پر رحم کیا جائے جو یہ آواز سننا نہیں چاہتے۔ پھر خطبہ و نماز کے دوران اسپیکر استعمال کرنے کا شریعت نے کوئی حکم بھی نہیں دیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ایک سہولت اور انتظامی ضرورت کی چیز ہے لہٰذا اس کا استعمال صرف بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت کیا جائے، اس سے آگے نہیں۔ جن حضرات کو اس سلسلے میں کوئی غلط فہمی ہو، ان کی خدمت میں کچھ اہم نکات عرض کیے دیتا ہوں۔

(۱) مشہور محدث حضرت عمر بن شبہؒ نے مدینہ منورہ کی تاریخ پر چار جلدوں میں بڑی مفصل محقق کتاب لکھی ہے، جس کا حوالہ بڑے بڑے علما و محدثین ہمیشہ دیتے رہتے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے ایک واقعہ اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک واعظ صاحب حضرت عائشہؓ کے مکان کے بالکل سامنے بہت

بلند آواز سے وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ وہ زمانہ لاؤڈ اسپیکر کا نہیں تھا لیکن ان کی آواز بہت بلند تھی اوراس سے حضرت عائشہ کی یکسوئی میں فرق آتا تھا۔ یہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، اس لیے حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ ایک صاحب بلند آواز سے میرے گھر کے سامنے وعظ ونصیحت کرتے رہتے ہیں، جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، کسی اور کی آواز مجھے سنائی نہیں دیتی۔ حضرت عمرؓ نے ان صاحب کو پیغام دے کر انہیں وہاں وعظ ونصیحت کرنے سے منع کردیا لیکن کچھ عرصے کے بعد اس نے دوبارہ وعظ کا وہی سلسلہ شروع کیا، حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے خود جا کر ان صاحب کو پکڑا اوران پر تعزیری سزا جاری کی۔(أخبار المدينة لعمر بن شبيه /١/ ١٥)

بات صرف اتنی نہیں تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی تکلیف کا ازالہ کرنا چاہتی تھیں بلکہ دراصل وہ اسلامی معاشرت کے اصول کو واضح اور نافذ کرنا چاہتی تھیں کہ کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے نیز یہ بتانا چاہتی تھیں کہ وعظ ونصیحت، بیان وتقریر اوردین کی دعوت وتبلیغ کا پُر وقار طریقہ کیا ہے؟

(۲) حضرت عطاء بن ابی رباحؒ بڑے اونچے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔علمِ تفسیر وحدیث میں ان کا مقام مسلّم ہے۔ان کا مقولہ ہے کہ: عالم کو چاہیے کہ اس کی آواز اس کی اپنی مجلس سے آگے نہ بڑھے۔ (أدب الاملاء والاستملاء للسمعاني /٥)

(۳) فقہائے کرامؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کی چھت پر بلند آواز سے تلاوت کرے، جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو تلاوت کرنے والا گناہ گار ہوگا۔وعلى هذا لو قرأ على السطح ?والناس نيام يأثم۔رد المحتار:(كتاب الصلاة / ٢/ ٣٢٩ / ط: رشيدية) اس کے علاوہ فقہائے کرامؒ نے بغیر لاؤڈ اسپیکر کے بھی امام کو اپنی آواز میں اعتدال رکھنے کا حکم دیا ہے۔الإمام إذا جهر فوق حاجة الناس فقد أساء، البحر الرائق :(كتاب الصلاة/ آداب الصلاة /١/ ٦٣٧/ ط: دار إحياء التراث العربي)

بیرونی بڑے اسپیکر کی آواز سے قریب کے آس پاس بسنے والے حضرات میں سے خاص کر خواتین، بوڑھوں، مریض اور معذوروں کو نماز پڑھنا، ذکر وتلاوت اور دیگر عبادات ادا کرنا مشکل ہوجاتا ہے، جس کا مشاہدہ ہم کرتے رہتے ہیں۔اس طرح کے اکثر و بیشتر مقامات پر آس پاس رہنے والے لوگوں کو یہ شکایت رہتی ہے، مگر وہ بیچارے شرما شرمی میں زبان سے مسجد کے متعلقہ افراد سے اظہار نہیں کرسکتے۔ظاہر ہے کسی نماز یا دیگر عبادات میں خلل ڈالنا گناہ ہے، جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ یہ اوراس جیسی دیگر خرابیوں اور فسادات کی وجہ سے نماز اور خطبہ کے دوران بیرونی لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ وعظ ونصیحت اور خطبہ ونماز وغیرہ کی آواز کو ضرورت کی حد تک محدود رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
نائب مدیر "الحق"

سفرنامہ سینگال و گیمبیا مغربی افریقہ

(آخری قسط)

راقم کا یہ سفرنامہ اکتوبر ۲۰۲۲ تا فروری ۲۰۲۳ میں شائع ہوتا رہا، راقم کی مصروفیات کے باعث یہ سلسلہ منقطع رہا، اب بعض کرم فرماؤں کی ایماء پر اس سفرنامے کا اختتام کیا جارہا ہے جبکہ اس کے بعد راقم نے سینگال کا دوسرا سفر اور امارت اسلامی افغانستان کا سفر بھی کیا۔ موقع ملا تو ان شاء اللہ اسے بھی قارئین کی دلچسپی کے لئے زیب قرطاس کیا جائے گا۔ (نائب مدیر)

گوری جزیرے کی اہمیت اور بلدیاتی حیثیت

گوری جزیرہ اپنی اہمیت کے باوجود ۱۸۷۲ء میں مغربی افریقہ کی پہلی مغربی طرز کی میونسپلٹی بن گیا، جس میں منتخب میئر اور میونسپل کونسل کا نظام قائم ہوا۔ فرانسیسی حکومت نے ۱۹۲۹ء میں اسے ڈاکار سے منسلک کردیا اور آج تک یہ اس کے ۱۹ بلدیاتی علاقوں میں شامل ہے۔

گوری کا منظر نامہ اور نوآبادیاتی ورثہ

آج جب کوئی گوری کا رخ کرتا ہے تو یہ مقام ڈاکار سے چند میل کے فاصلے پر ہونے کے باوجود دنیا سے کٹا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ نوآبادیاتی دور کے سرخی مائل و زرد رنگ کے مکانات تنگ و پیچیدہ گلیوں میں قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ کھلے شٹروں پر رنگ برنگے بوگین ویلیا کے پھول بکھرے ہیں، جبکہ سائے دار چھتوں کے نیچے گوری کے معمر باشندے سکون سے بیٹھے ملتے ہیں۔ نوجوان نسل سابق گورنر ہاؤس کے سامنے فٹ بال کھیلتی نظر آتی ہے اور فنکار قلعے تک جانے والے راستوں پر اپنی تخلیقات سجاتے ہیں، یہی قلعہ ۱۹۴۰ء میں جنگِ ڈاکار کے دوران وِشی حکومت نے اتحادیوں کے خلاف استعمال کیا تھا۔ قلعے سے جزیرہ نما کیپ، ورٹ اور بحرِ اوقیانوس کے نہ ختم ہونے والے مناظر کا ایک ایسا پرہیبت نظارہ دکھائی دیتا ہے جو صدیوں پہلے خوف اور بچھڑنے کی علامت تھا۔

لا میزون دے ایسکلاوز غلامی کی یادگار

گوری آج اپنے ماضی کے سائے لیے کھڑا ہے اور اس کا ہر گوشہ اس تاریک تاریخ کا گواہ ہے۔ خاص طور پر لا میزون دے ایسکلاوز (Maison des Esclaves) یا غلاموں کا گھر جو اس جزیرے کی سب سے نمایاں یادگار ہے۔ یہ عمارت ۱۷۷۶ء میں تعمیر ہوئی اور ۱۹۶۰ء کی دہائی میں میوزیم میں تبدیل کر دی گئی، اس میں ٹرانس اٹلانٹک غلام تجارت کے وحشیانہ پہلوؤں اور اس کے وسیع پیمانے پر ہونے والے مظالم کی داستان محفوظ ہے، اس گھر کے لکڑی کے دروازوں سے اندر داخل ہوں تو سب سے پہلے اس کی تنگی اور گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ جزیرے پر ایسے ۳۰ سے زیادہ مکانات تھے جہاں مرد، عورتیں اور بچے کھڑکیوں سے محروم، تاریک و تنگ کمروں میں جکڑے رہتے تھے، میوزیم میں ڈور آف نو ریٹرن (Door of No Return) نامی دروازہ آج بھی موجود ہے، جہاں سے غلاموں کو ہمیشہ کے لیے روانہ کیا جاتا تھا۔ اوپر کی منزل پر میوزیم کی نمائش میں گردن اور ٹخنوں کی زنجیریں، بیڑیاں اور سزا کے آلات اپنی خاموشی سے وحشت ناک تاریخ سناتے ہیں۔ عمارت کے باہر آج ایک طاقتور مجسمہ نصب ہے جو مرد و عورت کی ٹوٹی زنجیروں کی علامت ہے۔ ہنستے کھیلتے اسکول کے بچے اس مقام پر آتے ہیں اور یاد دلاتے ہیں کہ اگرچہ گوری کے باسی غلامی کی اذیت سے گزرے مگر ان کی قربانیاں فراموش نہیں ہوئیں۔ آج تقریباً ۱۷۰۰ آزاد سینیگالی باشندے اس جزیرے پر سکونت پذیر ہیں، جو اس ماضی کو یاد رکھتے ہوئے پر امن زندگی گزار رہے ہیں۔

ایلی گوری جزیرہ غلامی کی تاریخ سے ورثے تک

یورپی استعمار نے صدیوں تک افریقی غلاموں کو خرید کر اپنی نوآبادیات میں لے گئے، یہ بدنصیب لوگ اپنی مرضی سے کبھی واپس نہ لوٹے۔ فرانس نے غلامی کے خاتمے کے دو بڑے اعلانات کیے: پہلا ۱۷۹۴ء کے انقلاب کے بعد اور دوسرا ۱۸۱۵ء میں۔ ان فیصلوں کے بعد اس کی نوآبادیات میں غلامی کا رواج رفتہ رفتہ مٹنے لگا اور ۱۸۴۸ء تک سینیگال میں غلاموں کی تجارت غیر قانونی قرار دی گئی، یوں پرتگالیوں کے تحت شروع ہونے والی غلام تجارت کے ۳۱۲ سال بعد گوری نے اپنا رخ ''جائز'' تجارت کی طرف موڑ لیا اور غلاموں کے گھروں کو مونگ پھلی کے تیل اور ہاتھی دانت کے ذخائر سے بھر دیا۔ تاہم ۱۸۵۷ء میں ڈاکار کی بنیاد اور دو سال بعد اس کے پڑوسی روفسک کے قیام نے اس تجارت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔

وطن واپسی

جزیرے پر ہی دو پہر کا کھانا کھایا اور گھوم پھر کر واپسی کی راہ لی، اپنے ہوٹل پہنچے، شیخ محمد کانت پاکستان بھی تشریف لا چکے ہیں، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے فاضل ہیں، ڈکار میں ان کا اپنا مدرسہ ہے، وہ ہمیں اپنے مدرسہ لے گئے، رات وہیں گزاری۔ آج ۴ر اکتوبر منگل کا دن واپسی کا ہے، اپارٹمنٹ میں کافی سارے لوگ ملیں آئے، بہت ساروں نے قرآن کلاسز برائے بالغان شروع کروانے کا ارادہ کیا، ظہر پڑھ کے نکلے، شیخ محمد کانت نے ساتھیوں کو قرآن مجید اور جائے نماز (مصلی) کا ہدیہ دیا، فاجرہ علی اللہ تین بجے ایئرپورٹ پہنچے، بورڈنگ پاس وصول کی، سامان حوالہ کیا اور انتظار گاہ میں بیٹھ گئے، عصر کی نماز ایئرپورٹ پر ہی ادا کی گئی پھر جب اعلان ہوا تو اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے، سفر چونکہ لمبا تھا، اس وجہ سے کچھ وقت مطالعہ اور کچھ ذکر واذکار اور سونے میں گزارا، آخر کار دبئ پہنچے، برادر جناب سید مقبول احمد گیلانی دبئ ہی میں رُک گئے، یہاں انہوں نے اپنے بھائی سے ملنا تھا، ہمیں تقریباً بارہ گھنٹے انتظار کرنا تھا، اس کے بعد اسلام آباد کے لئے جہاز ملنا تھا، یہاں بچوں کے لیے چاکلیٹ وغیرہ خریدے، پیر سید زاہد شاہ صاحب نے بھی بعض اشیا خریدیں، بہرحال! اسلام آباد پہنچے۔

دوروزہ قومی میڈیا ورکشاپ مری میں شرکت

شاہ جی گوجرانوالہ کی طرف روانہ ہوئے، جبکہ احقر راقم الحروف مری کے لیے روانہ ہوا، کیونکہ ۶۔۷ر اکتوبر کو مری میں دو روزہ قومی میڈیا ورکشاپ ''تشدد، مسلح تصادم اور قدرتی آفات میں صحافت'' برائے مدیران دینی جرائد میں ماہنامہ ''الحق'' کے نائب مدیر کی حیثیت سے شرکت کرنا تھی، یہ کانفرنس انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس اور انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، کے باہمی اشتراک سے منعقد کی جارہی تھی، اس ورکشاپ کا مقصد قدرتی آفات اور مسلح تصادم کی رپورٹنگ اور تجزیہ کے حوالے سے دینی جرائد کی استعداد کو بڑھانا اور اس دوران انسانی خدمات انجام دینے والی تنظیموں کا تعارف کروانا تھا، میں رات تقریباً دو بجے کے قریب شنگریلا ہوٹل مری پہنچا، اپنے کمرے میں سامان رکھوا کر عشاء کی نماز پڑھی اور آرام کیا۔ جناب اسامہ حمید صاحب کئی دنوں سے رابطے میں تھے، کانفرنس کے حوالے سے انہوں کتابیں بھی بھیجیں، جسے سفر میں مطالعہ کیا۔

۶ر اکتوبر بروز جمعرات صبح نو بجے دوروزہ میڈیا ورکشاپ کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا جس

کی سعادت سید ندیم فرحت کے حصے میں آئی، جبکہ نعتِ رسولِ مقبولؐ اسامہ حمید نے پیش کی، نظامت کے فرائض روزنامہ "امت" کے معروف کالم نگار احسان کوہاٹی (سیلانی) انجام دے رہے تھے۔ ورکشاپ کے باضابطہ آغاز پر آئی سی آر سی کے ایڈوائزر ڈاکٹر ضیا اللہ رحمانی نے تمام مدیرانِ جرائد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کو خراجِ تحسین پیش کیا، جن کی کوششوں سے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مدیران کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا گیا۔ انہوں نے انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس (ICRC) کے قیام اور اس کے بنیادی مقاصد پر روشنی ڈالی کہ یہ ادارہ ۱۸۶۳ء میں خدمتِ انسانیت اور تکریمِ آدمیت کے مقصد سے قائم ہوا، ڈاکٹر ضیا اللہ نے واضح کیا کہ انسانی خدمت کا جذبہ ہمیشہ سے فطرتِ انسانی کا حصہ رہا ہے، نبی اکرمؐ کے بعثت سے قبل حلف الفضول جیسی مثالیں اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں۔ انہوں نے ریڈ کراس و ہلال احمر کے سات بنیادی اصول بیان کیے:

(۱) انسانی تکریم (۲) غیر وابستگی (۳) غیر جانبداری (۴) خودمختاری (۵) رضا کارانہ خدمت (۶) اتحاد اور (۷) عالمگیریت۔ یہ اصول ۱۹۸۶ء سے باقاعدہ طور پر اس تحریک کا نصب العین ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ پاکستان میں آئی سی آر سی کا پہلا دفتر ۱۹۴۷ء میں بانی پاکستان کی خواہش پر قائم ہوا اور آج یہ ادارہ دنیا کے ۸۰ء سے زائد ممالک میں فعال ہے، جہاں آفات اور جنگی حالات میں طبی و انسانی خدمات فراہم کی جاتی ہیں، ان کے بعد ہری پور یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر کامران اعظم نے انسانی المیے اور اس میں درکار حساسیت کے عنوان پر گفتگو کی، تاہم وقت کی کمی کے باعث وہ اپنے موضوع کو تفصیل سے بیان نہ کر سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالی کسی پر بلا وجہ سزا نازل نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے اعمال کے سبب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔

چائے کے وقفے کے بعد ڈاکٹر محمد مشتاق (چیئرمین، شعبہ قانون، میرپور یونیورسٹی) نے بین الاقوامی قانونِ جنگ اور انسانی تکریم پر نہایت مفید اور مدلل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ جنگ کبھی بھی پسندیدہ عمل نہیں رہی لیکن جب جنگ ہو تو اس کے بھی کچھ اخلاقی اور شرعی ضوابط ہیں جن سے انحراف درست نہیں۔ بین الاقوامی قوانین کے تحت بھی دورانِ جنگ دشمن کی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، اسے دفن کیا جانا چاہیے، بعد ازاں احسان کوہاٹی نے بی بی سی کے رپورٹر اعظم خان کو مدعو کیا جنہوں نے انسانی المیے اور انسانی خدمت کی رپورٹنگ پر روشنی ڈالی۔ ان کی گفتگو میں صحافت کے طریقہ کار اور مثالوں کا ذکر تھا، تاہم بعض صحافیوں نے دینی اقدار کے حوالے سے غیر سنجیدہ رویہ بھی اختیار کیا، جس پر حاضرین نے محسوس کیا کہ یہ موجودہ میڈیا کا عمومی رجحان بن چکا ہے۔

نمازِ ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد پروگرام میں ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ کے عارف خلیل شریک ہوئے۔ انہوں نے شرکا سے سوالات کر کے ماحول کو تازگی بخشی اور بتایا کہ خدمتِ انسانیت میں کامیابی کا اصل راز رضائے الٰہی کے اصولوں پر کاربند رہنے میں ہے۔ان کے بعد رفاہ انسٹیٹیوٹ آف میڈیا سائنسز اسلام آباد کے ضرار جان نے ہنگامی حالات میں معلومات کا حصول اور ان کا درست استعمال پر پر اثر گفتگو کی اور عملی صحافت کے اہم نکات سے شرکا کو روشناس کرایا۔ پہلا دن شام ساڑھے پانچ بجے اختتام پذیر ہوا۔

اگلے روز ۷/اکتوبر جمعہ کو چوتھے سیشن کا آغاز بھی تلاوت اور نعت سے ہوا۔ سیلانی صاحب نے اے آر وائی کراچی کے سینئر رپورٹر فیض اللہ خان کو مدعو کیا جنہوں نے ''پیچیدہ انسانی المیے'' پر اپنے تجربات شیئر کیے۔ اس کے بعد جنگ گروپ کے جناب وقار بھٹی نے ''ہیلتھ رپورٹنگ کے چیلنجز'' پر بات کی اور بتایا کہ حکومت بعض بیماریوں کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار رہتی ہے، تاہم دیانتدارانہ رپورٹنگ ہمیشہ ثمر آور ہوتی ہے۔چائے کے وقفے کے بعد پانچویں سیشن میں جناب سید ندیم فرحت صاحب نے شرکا کو دعوت دی کہ وہ قدرتی آفات اور انسانی بحرانوں کے دوران اپنے تجربات بیان کریں، شرکا نے حالیہ بارشوں اور سیلاب میں امدادی سرگرمیوں کے طریقہ کار بیان کیے جنہیں ڈاکٹر رحمانی اور ندیم فرحت صاحبان نے سراہا۔ بعد ازاں ایک عملی مشق کروائی گئی جس میں گروپ بنا کر پیراگراف سے خبر، تبصرہ اور اداریہ نکالنے کو کہا گیا۔ وقت کی کمی کے باوجود شرکا نے بھرپور دلچسپی سے حصہ لیا۔

جمعے کے بعد اختتامی سیشن میں خالد رحمٰن (چیئرمین آئی پی ایس) نے مدلل خطاب کیا، انہوں نے ابلاغ کے چار عناصر پیغام، پیغام دینے والا، ذریعہ اور پیغام وصول کرنے والا پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے پاس پیغام اور ذرائع موجود ہیں لیکن پیغام کی ترسیل کے طریقوں میں بہتری کی ضرورت ہے، انہوں نے الحاد کے بڑھتے اثرات کی جانب توجہ دلائی اور کہا کہ اس ضمن میں سنجیدہ کاوشیں درکار ہیں، آخر میں شرکا میں اسناد اور تحائف تقسیم کیے گئے اور یوں دو روزہ میڈیا ورکشاپ بحسن وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔ یوں میرا سفر بھی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ گھر پہنچا تو اہل و عیال کی خوشی دیدنی تھی، اہلیہ محترمہ نے میری عدم موجودگی میں گھر کا سارا انتظام و انصرام سنبھالے رکھا۔

مولانا محمد اسلام حقانی

نائب مدیر ماہنامہ ''الحق'' جامعہ حقانیہ

''الندوہ'' منفرد نوعیت کی عظیم الشان لائبریری

کتب خانے انسانی تہذیب اور علم کی بنیاد ہیں، وہ نہ صرف کتابوں کا ذخیرہ ہوتی ہیں بلکہ علم کی روشنی پھیلانے، تحقیق کو فروغ دینے اور نسل نو کو کتاب اور قلم سے جوڑنے کا ذریعہ بھی ہیں، خاص طور پر اسلامی کتب خانے (جو قرآن، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ کے خزانوں سے مالا مال ہوتی ہیں) مسلمانوں کی روحانی اور فکری نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں، تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی لائبریریاں جیسے بیت الحکمہ بغداد، دارالحکمہ قاہرہ وغیرہ نے سائنس، فلسفہ اور مذہبی علوم کو دنیا بھر میں پھیلایا، آج کے دور میں جہاں ڈیجیٹل میڈیا غالب ہے، لائبریریاں اب بھی تحقیق کیلئے ناگزیر ہیں کیونکہ وہ نادر مخطوطات، اصل نسخوں اور جامع مجموعوں تک رسائی فراہم کرتی ہیں۔

الندوہ ویلفیئر ٹرسٹ اسلام آباد کے تحت چلنے والی ''الندوہ'' لائبریری ایسی ہی ایک مثال ہے جو پاکستان میں پرائیویٹ سطح پر قائم ہونے والی سب سے بڑی اعلیٰ اسلامی لائبریریوں میں سے ایک ہے، یہ لائبریری نہ صرف اسلامی علوم کے ذخیرے کو محفوظ کرتی ہے بلکہ طلبہ، محققین اور عام لوگوں کو علم کی طرف راغب کرتی ہے، اس کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مختلف مکاتب فکر کی کتابیں ایک چھت تلے جمع کر کے رواداری اور جامع تحقیق کو فروغ دیتی ہے، مختلف مکاتب فکر کے محققین کیلئے اس لائبریری کے دروازے کھلے ہیں، یہ لائبریری اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت میں پیش پیش ہے اور نئی نسل کو کتاب سے جوڑنے کے لئے جدید تقاضوں کے مطابق خدمات انجام دے رہی ہیں۔ الندوہ لائبریری اپنے وسیع علمی ذخیرے، نایاب کتب، علمی مجلات اور تحقیقی ماحول کے باعث قدیم اسلامی لائبریریوں کی یاد تازہ کرتی ہے۔

''الندوہ'' لائبریری علم کی بنیاد اور روشنی کا منبع ہے، اس کی اہمیت اب ہر حلقۂ فکر پر عیاں ہوچکی ہے، اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے ''الندوہ'' لائبریری کا دورہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کی تابناک حقیقت کو قریب سے دیکھیں اور اس کی علمی شعاعوں سے مستفید ہوں، راقم اور

ہمارے رفیق مکرم مولانا شوکت علی حقانی (لائبریرین مرکزی کتب خانہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ) نے گزشتہ مہینے اس علمی مرکز کی زیارت کا شرف حاصل کیا، یہ دورہ ایک ایسے سفر کی مانند تھا جو علم کی بلند و بالا چوٹیوں کی طرف لے جاتا ہے، جہاں ہر کتاب ایک ستارہ کی طرح جگمگاتی ہے اور ہر مخطوطہ تاریخ کی گونج سناتا ہے، برادر محترم مولانا عبدالوہاب صاحب (ناظم الامور الندوہ لائبریری) نے انتہائی گرم جوشی اور احترام سے ہم فقیروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہماری خاطر مدارت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، ان کی مہمان نوازی ایسی تھی کہ گویا ہم کوئی بادشاہ ہیں جو سلطنت علم کی طرف قدم رکھ رہے ہیں، مولانا عبدالوہاب صاحب خود ایک صاحب علم متواضع اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں، ہم نے رات وہاں کے پرسکون اور روحانی ماحول میں گزاری، جہاں سکوت کی گہرائی میں کتابوں کی آوازیں گونجتی رہیں اور ستاروں کی روشنی لائبریری کی کھڑکیوں سے جھانکتی رہی، گویا آسمان بھی اس علمی خزانے کی حفاظت کر رہا ہو، صبح کی کرنیں طلوع ہوئیں تو ناشتے کے بعد مولانا عبدالوہاب صاحب نے لائبریری کے ہر گوشے اور کونے کی تفصیلی سیر کرائی جہاں کتابوں کی قطاریں آسمان کی طرف اٹھتی ہوئیں محسوس ہوتی تھیں اور ہوا میں علم کی خوشبو بسی ہوئی تھی، ہم نے دیکھا کہ کس طرح لائبریری کا ہر ہال علم کی ایک الگ دنیا ہے۔ایک ہال میں تاریخ اور ادب کی کتابیں، ایک ہال میں قرآن کی تفسیر کا ذخیرہ، ایک ہال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر لکھی گئی مقدس کتابیں اور ایک ہال میں مختلف مکاتب فکر کی نادر کتابیں جو رواداری کا درس دیتی ہیں، یہ سب دیکھ کر دل میں علم کی قدر اور اہمیت کا احساس مزید گہرا ہو گیا۔

دس بجے حضرت مولانا مفتی محمد سعید خان صاحب اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے، جہاں ایک خوشگوار اور روحانی ماحول میں ان سے ہماری تفصیلی ملاقات ہوئی، ان کی گفتگو سے علم کی نہریں بہتی تھیں، مختلف علمی موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، مفتی صاحب نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کی بہتری کیلئے قیمتی اور عملی تجاویز پیش کیں اور فرمایا کہ اگر ارباب جامعہ نے ان تجاویز پر عمل پیرا ہو کر اسے اختیار کیا تو یقیناً ''مرکزی کتب خانہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ'' بھی ملک کے عظیم لائبریریوں میں ایک ہوگی، یہ ملاقات ایک ایسے سمندر کی مانند تھی جہاں ہر لہر علم کا موتی لے کر آتی ہے، نماز ظہر کے بعد دل میں علم کی نئی روشنی اور لائبریری کی اہمیت کا تازہ احساس لئے ہم واپس جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف روانہ ہوئے، یہ دورہ نہ صرف ایک وزٹ تھا بلکہ علم کی اہمیت کو زندہ کرنے کا ایک تجربہ بھی جو ہمیں یاد دلاتا ہے کہ لائبریریاں صرف عمارتیں نہیں بلکہ انسانی روح کی غذا اور تہذیب کی بنیاد ہیں، آئندہ سطور میں ''الندوہ'' لائبریری کے متعلق کچھ کلمات لکھنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کو اس عظیم لائبریری کے بارے میں کچھ معلومات مل سکے۔

"الندوہ" لائبریری: ایک تعارف: الندوہ لائبریری اسلام آباد (جو الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے تحت کام کرتی ہے) پاکستان کی ایک ممتاز، منفرد اور عظیم الشان اسلامی لائبریری ہے جو اسلام آباد اور مری کے درمیان چھتر پارک مین مری روڈ پر واقع ہے، یہ لائبریری حضرت مولانا مفتی سعید خان صاحب کی علمی و کتابی ذوق کی بدولت قائم ہوئی ہے اور اب تک اس میں لاکھوں کتابیں اور رسائل و جرائد جمع ہو چکی ہیں، جو پچاس سے زائد ممالک سے حاصل کی گئی ہیں، لائبریری میں نادر مخطوطات، رسائل، سی ڈیز اور مائیکروفلمز موجود ہیں، جن میں نویں اور دسویں صدی کے نادر مخطوطات بھی شامل ہیں، یہ لائبریری کئی ہالز پر مشتمل ہے، ہر ہال میں روشنی اور ہوا کا خاص اہتمام ہے جو مطالعہ کیلئے پرسکون ماحول فراہم کرتا ہے، اس میں کئی ہالز مختلف موضوعات کیلئے مختص کی گئی ہے، ایک ہال میں تاریخ، ادب اور سوانح عمری کی کتابیں رکھی گئی ہیں، ایک ہال میں قرآن اور قرآن سے متعلقہ علوم و فنون پر مشتمل کتابیں رکھی گئی ہیں جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے، ایک ہال میں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں کتابیں ہیں اور ایک ہال میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور فقہ جعفریہ کی نادر کتابیں، فتاوی جات اور مختلف فرقوں کے عقائد پر مشتمل مجموعے اور کتابیں رکھی گئی ہیں، یہاں نادر کتابیں بھی موجود ہیں، لائبریری میں اہل سنت کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب اور مسالک کے فتاوی اور کتابیں بھی موجود ہیں، جنہیں مفتی صاحب نے مخالف نظریات کو رد کرنے کیلئے جمع کیا ہے۔

دیگر تعلیمی وسماجی شعبے: لائبریری کے ساتھ مدرسہ بھی ہے جہاں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن کی تعلیم، طعام اور رہائش مفت ہے، مدرسے میں حفظ قرآن کی تین کلاسز، درس نظامی اور میٹرک تک کی عام تعلیم کا اہتمام ہے، رہائش کیلئے آٹھ منزلہ عمارت ہے، جس میں مہمان خانے بھی شامل ہیں، ادارہ معاشرے سے جڑا ہے، ہر مہینے سینکڑوں خاندانوں کی کفالت کرتا ہے، کئی خاندانوں کو راشن پہنچاتا ہے اور پانی کی فراہمی کیلئے کنویں اور ٹیوب ویلز لگاتا ہے، ادارے میں سٹوڈیو سسٹم بھی ہے جہاں مختلف دینی و معاشرتی موضوعات مفتی سعید خان صاحب کی ویڈیو پیغامات وقتاً فوقتاً ریکارڈ ہوتے ہیں، لائبریری ایک ریسرچ سینٹر ہے جہاں وقتاً فوقتاً علمی نشستیں ہوتی ہیں، یہ لائبریری نہ صرف ایک لائبریری ہے بلکہ اسلامی علوم کی ایک زندہ مثال ہے جو پاکستان کی فکری ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ محققین کے لئے یہاں ہر قسم کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں، پرسکون ماحول، مطالعے کیلئے مختلف مزاجوں اور طبیعتوں کے مطابق مختلف قسم کی نشستیں، کھانے پینے کی مفت سہولت، کپڑے دھونے کی سہولت، پرسکون رہائشی ہاسٹلز، دوران مطالعہ ٹھنڈے پانی اور چائے وغیرہ کی سہولت محققین کیلئے مہیا کی

گئی ہے۔ یہ مفتی صاحب کی وسعت ظرفی ،فراخ دلی پر دلالت کرتا ہے۔

مولانا مفتی محمد سعید خان کی شخصیت: حضرت مولانا مفتی محمد سعید خان صاحب ایک ممتاز اور جید عالم دین، محقق اور معلم ہیں جو الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے بانی ہیں اور دیوبندی مکتب فکر سے تعلق ہے، حضرت مولانا سید حامد میاں قدس اللہ سرہ کے شاگرد ہیں اور مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی (علی میاں) قدس سرہ کے خلیفہ مجاز ہیں جو ان کی علمی و روحانی بنیادوں کی مضبوطی کی عکاسی کرتا ہے، مفتی صاحب نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اسلامی علوم کی ترویج اور تعلیم پر صرف کیا ہے، انہوں نے مختلف جرائد کی ادارت کی ذمہ داری نبھائی، جن میں ''الندوہ''، ''المناد'' اور ''الحامد'' شامل ہیں، ''الحامد'' جامعہ مدنیہ لاہور کا ماہنامہ جریدہ تھا، جہاں انہوں نے مدیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ان کی علمی خدمات میں الندوہ لائبریری کا قیام سب سے نمایاں ہے، جو ان کی دو دہائیوں کی محنت کا نتیجہ ہے، مفتی صاحب کی شخصیت میں علم کی گہرائی، تحقیق کی روح اور خدمت کا جذبہ نمایاں ہے، وہ ایک بیدار مغز مفکر و دانشور ہیں جو لائبریری کو نہ صرف کتابوں کا ذخیرہ بلکہ ایک تحقیقی مرکز بنانا چاہتے ہیں، وہ طلبہ کو درس دیتے ہیں، سوال جواب کی نشستیں منعقد کرتے ہیں اور عصری و دینی جامعات کے وفود کا استقبال کرتے ہیں، مفتی صاحب کی علمی خدمات کا ہر ایک معترف ہیں، ان کی شخصیت ایک ایسے عالم کی ہے جو علم کو عملی زندگی سے جوڑنے پر یقین رکھتے ہیں اور لائبریری کو ایک زندہ ادارہ بنانے میں مصروف ہیں، مفتی صاحب کا جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ نہایت گہری عقیدت ومحبت کا تعلق ہے۔

کتابی ذوق: مولانا مفتی محمد سعید خان صاحب کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو ان کا کتابوں سے گہرا شغف اور اسلامی علوم کے خزانوں کو اکٹھا کرنے کا جذبہ ہے، وہ نہ صرف ایک عالم دین ہیں بلکہ ایک ایسے دانشور اور مفکر بھی جو اسلامی ادب، تاریخ اور علوم کو ایک جگہ جمع کرنے کیلئے دو دہائیوں سے مسلسل کوشاں ہیں، الندوہ لائبریری (جو ان کی محنت کا شاہکار ہے) پہاڑی علاقے میں پرسکون ماحول فراہم کرتی ہے، مفتی صاحب کا خواب ہے کہ اسلامی تاریخ کے چودہ سو سالوں میں لکھی گئی ہر کتاب یہاں دستیاب ہو، چاہے وہ عربی، اردو، فارسی یا انگریزی میں ہو، ان کا کتابی ذوق اس قدر شدید ہے کہ وہ دنیا بھر سے کتابیں جمع کرتے ہیں، عرب ممالک، ایران، بھارت، برطانیہ اور دیگر جگہوں سے نادر مخطوطات اور مجموعے حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہیں، لائبریری میں مختلف مکاتب فکر کی کتابیں ورسائل، مجلات مطالعے کیلئے میسر ہیں، لائبریری میں ایک پرنٹنگ روم بھی ہے جہاں پی ڈی

ایف سے کتابیں پرنٹ کر کے اس کی جلد بندی کی جاتی ہیں، بہت سارے علمی مجلات کو پی ڈی ایف سے پرنٹ کر کے اسکی جلد بندی کی جاتی ہیں، یہ سب ان کے کتابی ذوق کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔

اہل تحقیق کی قدر دانی اور محققین پر شفقت : مفتی محمد سعید خان صاحب کی شخصیت علم کی گہرائی کے ساتھ ساتھ انسانی اقدار اور اخلاقیات کا بھی پیکر مجسم ہے، ان کی شخصیت میں تواضع، انکساری، اخلاص، للّٰہیت، اہل تحقیق کی قدر دانی، مہمان نوازی اور محققین پر شفقت جیسے اوصاف نمایاں ہیں، وہ ایک پرسکون علمی مزاج کے مالک ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ مفتی صاحب اہل تحقیق اور طلبہ علم کی قدر دانی میں بے مثال ہیں، الندوہ لائبریری کو انہوں نے تحقیق کا مرکز بنایا ہے، جہاں طلبہ مفت میں رہائش اور کھانا پا سکتے ہیں تاکہ وہ بلا روک ٹوک مطالعہ کر سکیں، یہ شفقت اسلئے ہے کہ وہ نوجوانوں میں تحقیق کو فروغ دینا چاہتے ہیں، لائبریری میں بیٹھنے کی جگہیں، فوٹو کاپی کی سہولیات اور نادر کتابیں محققین کیلئے دستیاب ہیں، مفتی صاحب کی کوششوں سے یہ جگہ علم کی روشنی پھیلا رہی ہے، وہ دینی وعصری جامعات کے وفود کا استقبال کرتے ہیں اور علمی نشستیں منعقد کرتے ہیں، جو ان کی محققین پر شفقت اور قدر دانی کو ظاہر کرتی ہے۔

مہمان نوازی، تواضع وانکساری اور اخلاص وللّٰہیت : مفتی صاحب کی مہمان نوازی مشہور ہے، لائبریری آنے والے مہمانوں کی شاہانہ خاطر مدارت فرماتے ہیں، یہ مہمان نوازی ان کی شخصیت کا حصہ ہے، وہ مہمانوں کی رہنمائی خود کرتے ہیں اور لائبریری کا دورہ کرواتے ہیں، تواضع اور انکساری مفتی صاحب کی شخصیت کا بنیادی جزو ہے، وہ ایک بڑے عالم ہونے کے باوجود سادگی اور انکساری کے پیکر ہیں، اللہ نے انہیں گہرے علم سے نوازا ہے، مفتی صاحب کی زندگی اخلاص اور للّٰہیت سے عبارت ہے، الندوہ لائبریری کا قیام، کتابوں کی جمع آوری اور طلبہ کی خدمت سب اللہ کی رضا کیلئے ہے، وہ فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر مختلف مکاتب فکر کی کتابیں جمع کرتے ہیں تاکہ علم عام ہو، ان کی تدریس، جرائد کی ادارت اور لائبریری کی تعمیر سب اخلاص کی مثالیں ہیں۔

لائبریری کے نظم ونسق: ''الندوہ'' لائبریری کا نظم ونسق الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کے تحت چلتا ہے، ادارے میں کئی پچپن ملازمین کام کرتے ہیں جو لائبریری، مدرسہ اور دیگر سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، ادارے کا نظم جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ یہ نظم ونسق نہ صرف علمی بلکہ سماجی فلاح کو بھی ترجیح دیتا ہے، مفتی صاحب خود طلبہ کو درس دیتے ہیں اور وزیٹرز کی رہنمائی کرتے ہیں۔ لائبریری میں موجود سہولیات اسے پاکستان کی بہترین اسلامی لائبریریوں میں شمار کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس انتھک محنتوں اور کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم میں چار ماہی امتحانات کا انعقاد اور تعطیلات

۱۰ ار ستمبر کو جامعہ میں چار ماہی امتحانات کا انعقاد ہوا جو ایک ہفتہ جاری رہنے کے بعد ۱۶ ر ستمبر کو اختتام پذیر ہوئے۔ امتحانات کے بعد جامعہ میں دس دن کی تعطیلات کا اعلان کر دیا گیا۔

نائب مہتمم و مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی مصروفیات

ترکی کی معروف تعلیمی وفلاحی تنظیم عمدہ (UMDE) کے نمائندے شیخ مصعب قاضی خان اپنے دو ترک ساتھیوں جنید کوجاؤغلو اور یوسف یلماز کے ہمراہ دارالعلوم تشریف لائے، مولانا راشد الحق صاحب نے ان کا استقبال کیا اور ان سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا بعد ازاں مہمانوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا وزٹ کیا، آخر میں مدیر ''الحق'' نے معزز مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا۔ اسی طرح ناروے کے پارلیمنٹ کے رکن اور سابق ڈپٹی اسپیکر جناب ڈاکٹر چودھری اختر صاحب بھی گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، رات کا قیام مدیر ''الحق'' کی رہائش گاہ پر کیا، صبح دارالعلوم کا تفصیلی وزٹ کیا، تخصصات میں اساتذہ وطلباء سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور نائب مہتمم صاحب کے ساتھ مدارس، اسلام اور مغرب کے موضوعات پر سیر حاصل تبادلہ خیال کیا۔

۱۴ ر ستمبر: جناب بیرسٹر ظفر اللہ خان صاحب (سابق سیکرٹری لاء و سابق وفاقی وزیر قانون) جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور نائب مہتمم حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے ان کو خوش آمدید کہا۔ ملاقات میں اہم امور پر تبادلہ خیال ہوا۔☆ اسی روز کرک کی ہر دلعزیز شخصیت حضرت مولانا مقصود گل صاحب ممبر مجلس شوریٰ وفد کے ہمراہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور عم مکرم نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے خصوصی ملاقات کی۔

حقانیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام تقریب انعامات

حقانیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں بونیر کے

سیلاب زدگان کی خدمات اور دیگر نمایاں کارنامے انجام دینے والے طلبہ وکارکنان کو اعزازی شیلڈز سے نوازا گیا۔ پروگرام کا اہتمام ٹرسٹ کے چیئرمین مولانا خزیمہ سمیع الحق اور مولانا اسامہ سمیع صاحب نے کیا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ مولانا راشدالحق سمیع صاحب نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ وکارکنان کی خدمات کو سراہا اور ان سب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ یاد رہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے نمائندہ وفود (مولانا اسامہ سمیع، مولانا خزیمہ سمیع الحق، مولانا عبدالحق ثانی، مولانا سعید الرحمٰن، دیگر اساتذہ وطلبا) نے بونیر کے سیلاب زدہ علاقوں کا نہ صرف دورہ کیا بلکہ وہاں کے لوگوں کی امداد بھی کی اور دادرسی بھی کی۔

راقم کا سفر عمرہ اور سعودی عرب میں اہم شخصیات سے ملاقاتیں

۱۹راگست: مسجد نبوی شریف میں انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج صاحب سے راقم (مولانا عبدالحق ثانی) کی ملاقات ہوئی۔ ملاقات میں خیبر پختونخوا سمیت ملک بھر میں حالیہ سیلاب وقدرتی آفتوں کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات اور شہید حضرت مولانا حامد الحق حقانیؒ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔

۲۲راگست: سعودی عرب کے سابق ڈپٹی وزیر مذہبی امور ممتاز عالم دین شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ العمار حفظہ اللہ کا راقم کے اعزاز میں سعودی دارالحکومت ریاض میں سعودی روایتی پرتکلف ظہرانہ دیا، ظہرانے میں سعودی عرب کے کبار علما میں سے شیخ ابو سعد محمد الدوسری (سابق مدیر مکتب الدعوہ پاکستان)، جامعہ امام سعود ریاض کے پروفیسر دکتور محمد کے علاوہ دیگر نے شرکت کی۔ اس موقع پر شیخ عبدالعزیز العمار نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ، شہید حضرت مولانا سمیع الحقؒ اور شہید مولانا حامد الحقؒ سے اپنی دیرینہ محبت کا اظہار فرمایا۔ مولانا حامد الحق شہیدؒ کی شہادت پر گہرے دکھ کا اظہار فرمایا۔ سعودی شیوخ نے حالیہ متاثرین سیلاب کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائی۔ شیخ عبدالعزیز العمار جامعہ امام سعود ریاض میں والد محترم مولانا حامد الحق شہیدؒ کے مشفق استاد رہے ہیں۔

تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی امیر کی دارالعلوم آمد

تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی امیر جناب ڈاکٹر شجاع الدین شیخ صاحب کی اپنے وفد کے ہمراہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، فرزندانِ شہید ناموس رسالت قائد جمعیت شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید مولانا اسامہ سمیع الحق اور مولانا خزیمہ سمیع الحق سے ملاقات کی۔ مولانا

اسامہ سمیع صاحب نے مہمانوں کو جامعہ کا تفصیلی دورہ کرایا اور جامعہ کے مختلف شعبہ جات دکھائے، بعد میں مہمانوں نے حضرت عبدالحق رحمہ اللہ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا حامد الحق شہید کی قبور پر فاتحہ خوانی کی۔

مولانا حامد الحق شہیدؒ کی خدمات پر تعزیتی اجتماعات، مہمانوں کی آمد اور راقم کی سیاسی مصروفیات

۲۸ر اگست: جامعہ دارلہدی نوشہرہ میں خدمات مولانا حامد الحق شہیدؒ سیمینار سے راقم نے خطاب کیا۔ سیمینار سے مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عرفان الحق حقانی، مولانا اسامہ سمیع، مولانا لقمان الحق حقانی، میزبان جامعہ کے مدیر قاری شمس الرحمٰن، نائب مدیر قاری فضل الرحمٰن صاحبان و دیگر نے شرکت اور خطاب فرمایا۔

یکم ستمبر: دورہ بونیر کے موقع پر راقم نے سیلاب متاثرین سے ملاقاتیں کیں، انکے غم میں شریک ہوئے اور مالی امداد پیش کی۔ پیر بابا بونیر میں واقع مختلف فلاحی و سیاسی تنظیموں کی جانب سے قائم امدادی کیمپوں کا دورہ کیا۔ جمعیت علما اسلام کے امدادی کیمپ میں مفتی فضل غفور سے ملاقات کی، الخدمت فاؤنڈیشن کے امدادی کیمپ میں جماعت اسلامی، خدائی خدمت گار کیمپ میں عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ بعد ازاں سیلاب سے متاثرہ پیر بابا بازار اور بیشونئی گاؤں کا دورہ کیا اور متاثرین سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ جمعیت علما اسلام و جامعہ دار العلوم حقانیہ کی جانب سے ایک بھرپور امدادی قافلہ سیلاب زدہ علاقوں بونیر، سوات وغیرہ کا تفصیلی دورہ کر کے متاثرین سیلاب کے ساتھ اس کٹھن مرحلہ میں مالی و بدنی امدادی سرگرمیاں سرانجام دی۔ دورہ کے موقع پر صوبائی نائب امیر حافظ عبدالرفیع، ضلع بونیر کے امیر مولانا سلیم حقانی، سیکرٹری جنرل مسلم خان باچا، صوبائی ڈپٹی سیکرٹری حافظ زین العارفین، قاضی فتح الباری رستمی و دیگر ہمراہ تھے۔

۳ر ستمبر: گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی کی میزبانی میں گورنر ہاؤس پشاور میں منعقدہ سیرت النبی کانفرنس میں راقم نے شرکت اور خطاب کیا۔ بعد ازاں ملک بھر سے آئے مذہبی قائدین اور علما کرام سے ملاقاتیں۔

معروف اسلامی اسکالر و جامعہ صفہ کراچی کے نائب مدیر رکن اسلامی نظریاتی کونسل محترم مفتی زبیر حق نواز صاحب ۵ر ستمبر کو جامعہ دار العلوم حقانیہ تشریف لائے اور راقم سے ملاقات کی اور شہید مولانا حامد الحق حقانیؒ کی قبر پر فاتحہ خوانی، مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کی عیادت کی، بعد ازاں جامعہ کا تفصیلی دورہ کیا اور طلبہ سے خطاب فرمایا۔ مفتی زبیر صاحب کے ہمراہ انکے برادر حافظ طاہر قیصرانی ایم پی اے پنجاب اسمبلی، معروف نعت خواں سید اسامہ اجمل اور شہباز عالم فاروقی و دیگر شامل تھے۔

۵ر ستمبر: مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جانشین حضرت مولانا سید کفیل شاہ بخاری مدظلہ کی میزبانی میں منعقدہ احرار ختم نبوت کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت وخطاب کیا۔☆ ۶ر ستمبر: جمعیت علما اسلام (س) کے دیرینہ رہنما حضرت مولانا مخدوم منظور احمد صاحب اور حضرت مولانا عبدالروف فاروقی صاحب سے ان کی رہائشگاہ سمن آباد میں ملاقاتیں کیں۔

۷ر ستمبر: راقم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقدہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔☆ ۸ر ستمبر: راقم کے اعزاز میں لاہور میں چیئر مین اسٹار ایشیا نیوز، جناب غازی بابر کے گھر پر ایک پروقار عشائیہ کا انعقاد کیا گیا، اس عشائیے میں لاہور کے سینئر اور نمایاں صحافی حضرات، مزمل سہروردی، چوہدری غلام حسین، اوریا مقبول جان، صابر شاہ، آصف عفان، منیزہ معین، ثمینہ پاشا، اجمل جامی، ہمایوں سلیم، سعد عطا، ملک سلمان، اکبر باجوہ، یاسر رشید، ایثار رانا، دعا مرزا، حافظ سجاد، عبداللہ بابر، غیاث بابر، اقرا ریاض اور عمر بشیر صاحبان نے خصوصی شرکت کی، تقریب میں ملکی سیاست اور قومی سلامتی کے امور خصوصا خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی بدامنی پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔

۱۰ر ستمبر: امام الاولیا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور عاشق رسول غازی علم الدین شہیدؒ، جانشین امام التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ، حضرت مولانا موسی خان روحانی البازی اللہ کے قبور پر حاضری دی۔☆ ۱۱ر ستمبر: یادگار اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور سے محبت بھری ملاقات رہی اور ان سے دعائیں لیں۔

۱۳ر ستمبر: راقم نے ساہیوال شہر میں متحدہ جمعیت اہلحدیث کے سربراہ علامہ سید ضیا اللہ شاہ بخاری صاحب سے ان کے بھائی کے انتقال پر تعزیت کی۔ بعد ازاں ادارے کا دورہ کیا۔ اس موقع پر جمعیت علما اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا سید محمد یوسف شاہ ہمراہ تھے۔ اسی روز ضلع بہاولنگر میں عیدگاہ منچن آباد میں سیرت النبیؐ کانفرنس سے خطاب کیا۔ بعدازاں جمعیت علما اسلام کے بزرگ رہنما جمعیت کے مرکزی سینئر نائب امیر حضرت مولانا بشیر احمد شادؒ کی یاد میں منعقدہ تعزیتی ریفرنس بمقام جامعہ محمودیہ چشتیاں سے خطاب کیا۔ ۱۵ر ستمبر: راقم نے جمعیت علما اسلام ملتان ڈویژن کے امیر قاری طاسین صاحب کے ادارے مدرسہ صوت القرآن ملتان میں تربیتی سیمینار سے خطاب کیا۔

☆ نائب مدیر مولانا محمد اسلام حقانی صاحب کے عم مکرم حاجی کابل خان ۲۵ر جولائی کو وفات پاگئے، مرحوم نیک سیرت انسان تھے، اللہ تعالی ان کی کامل مغفرت فرمائے، ادارہ ان سے تعزیت کرتا ہے۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● الخیر الجاری بشرح التفسیر البیضاوی افادات: شیخ الحدیث مولانا سعید الرحمٰن دیروی

ترتیب وتدوین: مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صدیقی ضخامت: ۲ جلد، ۹۴۸ صفحات ناشر: مکتبہ عمر فاروق محلہ جنگی پشاور

تفسیر بیضاوی اہل علم کے حلقہ میں محتاج تعارف نہیں، یہ معتبر اور معتمد تفاسیر میں سے ایک ہے، قاضی ناصر الدین بیضاویؒ کی اس تفسیر میں علومِ قرآن کے اسرار و رموز نہایت محققانہ انداز میں جمع ہیں، یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے مدارس میں صدیوں سے درسِ نظامی کے نصاب میں تفسیر بیضاوی کو ایک مرکزی اور بنیادی کتاب کی حیثیت حاصل ہے، یہ تفسیر علمی پختگی کا ذریعہ ہے، مدارس دینیہ میں جید علماء یہ پڑھاتے ہیں اور طلبہ اس سے مستفید ہوکر اس کے اسرار و رموز قلمبند کرتے ہیں، جامعہ دار العلوم حقانیہ کے مایہ ناز مدرس و استاد الحدیث حضرت مولانا سعید الرحمٰن دیروی صاحب کا شمار جید اساتذہ میں ہوتا ہے، آپ کو ''شہنشاہِ تدریس'' سے ملقب ہیں کہا جاتا ہے، آپ کی کئی عشروں پر محیط تدریسی زندگی ہزاروں شاگردوں کے ذریعے علمی و روحانی روشنی پھیلانے کا باعث بنی، آپ کا اسلوب تدریس یہ ہے کہ نہایت مشکل اور پیچیدہ مضامین کو سہل اور عام فہم انداز میں بیان کرتے ہیں، تفسیر بیضاوی جیسی دقیق اور مشکل کتاب ہمیشہ طلبہ کیلئے ایک بھاری مرحلہ رہی ہے، حضرت مولانا سعید الرحمٰن دیروی صاحب کافی عرصے سے اس مشکل کتاب کو پڑھاتے ہیں اور اس کے مضامین کو کھول کھول کر طلبہ کے سامنے بیان فرماتے ہیں، انہی درسی افادات اور علمی سرمایہ کو ان کے تلمیذ رشید مولانا مفتی اشفاق احمد صدیقی نے قلمبند کر کے مرتب کیا۔

زیر تبصرہ کتاب الخیر الجاری بشرح التفسیر البیضاوی دراصل مولانا سعید الرحمٰن دیروی صاحب کے گہرے مطالعے، عمیق نظر اور تدریسی تجربے کا نچوڑ ہے، اس میں تفسیر بیضاوی کی مشکل عبارات کی توضیح، عقدوں کی گرہ کشائی، تفسیری نکات، رموز و اسرار ،علوم، و معارف کی وضاحت اور دقیق علمی مباحث کو سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ عام فہم انداز میں مشکل کتاب کے مباحث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تفسیر بیضاوی پر کئی شروح لکھی گئی ہیں لیکن الخیر الجاری اپنی انفرادیت اور سہل پسندی کی بنا پر نمایاں ہے، یہ شرح درسِ نظامی کے طلبہ اور

محققین دونوں کیلئے یکساں طور پر مفید ہے اور ایک انمول تحفہ اور قیمتی سوغات ہے۔

- **اعجاز نامہ (معجزات)** تصنیف: صدر خوشحال ضخامت: ۳۶۰ صفحات

تحقیق وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ جان عابد ناشر: ادب کور، خویشگی، نوشہرہ 0334-5485020

پشتو زبان کے کلاسیکی ادب میں سیرت نگاری کا منظوم باب اگرچہ بہت وسیع نہیں تاہم جہاں کہیں یہ جلوہ گر ہوا ہے وہاں اپنی فنی تازگی، فکری گہرائی اور معنوی وسعت کے باعث غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا، انہی میں سے ایک نادر تصنیف ''اعجاز نامہ'' بھی ہے، جو صدر خوشحال (خوشحال خان خٹک کے صاحبزادے) کی تصنیف ہے، اس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو شعری قالب میں ڈھال کر پیش کیا گیا ہے، یہ نہ صرف پشتو منظوم ادب کا حصہ ہے بلکہ سیرت نگاری کے علمی وروحانی ذوق کا حسین امتزاج بھی ہے، صدر خوشحال اپنے والد کی طرح علم وادب سے خاص وابستگی رکھتے تھے، اگرچہ ان کا ادبی سرمایہ اپنے والد کی طرح وسیع نہیں مگر ''اعجاز نامہ'' ان کے ذوقِ سیرت نگاری اور دینی جذبات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، اس میں انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو نہایت عقیدت واحترام اور شعری فنی لطافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''اعجاز نامہ'' کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اسے جدید اصول تحقیق کی روشنی میں پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ جان عابد (ڈائریکٹر شعبہ لسانیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد) نے مرتب کیا، محقق موصوف نے چار قدیم نسخوں کو سامنے رکھ کر ایک معیاری ایڈیشن تیار کیا، جو نہ صرف متنی اعتبار سے مستند ہے بلکہ علمی وتحقیقی پہلو سے بھی نہایت قیمتی ہے، محقق موصوف نے اس نادر ونایاب متن پر جس عالمانہ محنت اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہے، وہ بلاشبہ پشتو تحقیق کی روایت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، آغاز میں محقق نے ایک وقیع اور طویل مقدمہ تحریر کیا ہے جو کئی پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، صدر خوشحال کی زندگی اور ان کے علمی وادبی پس منظر کی وضاحت، پشتو ادب میں سیرت النبیؐ پر ہونے والے منظوم ونثری کام کا جائزہ، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں معجزاتِ نبوی پر موجود روایات اور منظوم سرمایہ کا جائزہ، چار قدیم نسخوں کی تفصیل اور خصوصیات اس مقدمے کے قابل قدر مباحث ہیں، محقق موصوف نے متن کی صرف تصحیح پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کیساتھ قیمتی حواشی وتعلیقات بھی فراہم کیے ہیں، ان تعلیقات میں ادبی ولسانی نکات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اشعار میں مذکور معجزات کو قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں بیان کیا ہے اور مشکل لغات اور اصطلاحات کی وضاحت کیلئے ایک فرہنگ بھی شامل کی ہے جس نے کتاب کو سہل اور مفید بنا دیا ہے، بہر حال ''اعجاز نامہ'' کو ڈاکٹر عبداللہ جان عابد کی تحقیق نے جدید علمی معیار پر

زندہ جاوید کر کے اہلِ علم اور عام پڑھے لکھے عوام کے لئے قابلِ استفادہ بنایا، اللہ اسے شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

- **چراغِ زندگی** تالیف: مولانا جلال الدین حقانی چترالی

ضخامت: ۱۶۰۰ صفحات (۲ جلد) ناشر: خذیفہ قرآن کمپنی لاہور۔ 0342-8889364

انسانی زندگی کے تجربات، مشاہدات اور مطالعہ کتب کا حاصل مطالعہ ہمیشہ سے ایک بیش قیمت خزانہ رہا ہے جو طالب علم اور اہلِ علم مطالعے کی محنت اور شب و روز کی جستجو کے بعد اپنی فکری و علمی تراشوں کو مرتب کر کے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں، وہ نہ صرف آنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ ان کا یہ حاصل مطالعہ قاری کو طویل اسفار اور کتب بینی کی محنت سے مستغنی بھی کر دیتا ہے، اس طرح کئی کتابیں اب تک منظر عام پر آئی ہیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے، اسی سلسلے کی ایک گراں قدر علمی کاوش ''چراغ زندگی'' بھی ہے جو مولانا جلال الدین حقانی چترالی کے قلم سے منصۂ شہود پر آئی ہے، مؤلف موصوف کا شمار جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نہایت قابل فضلاء میں ہوتا ہے، آپ ایک جید عالمِ دین، محقق اور علمی مزاج رکھنے والے سنجیدہ شخصیت ہیں، آپ نے اپنی محنت اور خلوص کے ساتھ اس کتاب کو تیار کیا ہے جس سے ان کے ذوقِ مطالعہ، وسعتِ نظر اور اخلاص کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب ''چراغ زندگی'' ایک علمی کاوش ہے جس میں مؤلف موصوف نے مختلف موضوعات پر مستند اور معتبر کتب سے منتخب اور چیدہ چیدہ نکات، علوم و معارف رموز و اسرار یکجا کر کے ایک ایسا گلدستہ تیار کیا ہے جو زندگی کے تقریباً ہر پہلو اور اسلامی تعلیمات کے مختلف شعبوں (عقیدہ، عبادات، اخلاقیات، سماجیات اور معاشرت) سے متعلق رہنمائی مہیا کرتی ہے، یہ کتاب دراصل دیگر کتب کا نچوڑ ہے جو قاری کو مطالعے کے دوران محض ایک موضوع تک محدود نہیں رکھتی بلکہ کئی زاویوں سے آگاہی بخشتی ہے اور قاری کو مختلف علوم کی روشنی فراہم کرتی ہے، یہ کتاب نہ صرف علماء اور طلباء کے لئے مفید ہے بلکہ عامۃ الناس بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا جلال الدین حقانی کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور امت کے لئے نافع اور مفید بنائے (آمین)

- **سہ ماہی ''جی'' لاہور (شمارہ ۱۵۔۱۶)** مدیر: محمد دین جوہر نائب مدیر: حسین احمد خان

ضخامت: ۱۵۲ صفحات ناشر: دفتر سہ ماہی ''جی'' حسن منزل اردو بازار لاہور، 0345-8570790

علمی وفکری مجلّات کی تاریخ میں بعض نام اپنی وقعت، عالمانہ وقار اور وزن کی بدولت ایک الگ شناخت رکھتے ہیں، سہ ماہی ''جی'' لاہور انہی مجلّات میں شمار ہوتا ہے جو نہایت ہی علمی و تحقیقی مجلّہ ہے، مجلّے کے مدیر عہد حاضر کے نامور محقق، مفکر و مصنف جناب محمد دین جوہر صاحب ہیں، جناب محمد دین جوہر صاحب اہل علم و دانش میں ایک نمایاں و معروف نام ہے، سہ ماہی ''جی'' کو انہوں نے جاری کیا تھا پھر کچھ عرصہ قبل یہ بند ہو چکا تھا جس کی بندش سے اہل علم وفکر کو اس کی کمی محسوس ہوتی تھی اب تازہ شمارہ جب منظر عام پر آیا تو یہ اس کا احیائے ثانی ہے جو قارئین ''جی'' کے لئے ایک خوش آئند اور نوید مسرت ہے۔

زیر تبصرہ سہ ماہی ''جی'' کا یہ تازہ شمارہ اپنی ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے فکر و دانش کے اعلیٰ ترین مباحث سے مزین ہے۔ اس میں حسب سابق کلاسیکی متون کے تراجم بھی شامل ہیں اور عصر حاضر کی تنقیدی وفکری تحریر میں بھی ملتی ہے، اس کے علاوہ جناب محمد دین جوہر صاحب کے جواہر پارے بھی اس شمارے کا حصہ ہیں، یہ مجلّہ محض ایک رسالہ نہیں بلکہ ایک فکری تحریک اور مشن ہے جو عصر حاضر کے چیلنجز اور امت کے زندہ مسائل سے اہل دانش کو آگاہ کرتے ہیں۔ یہ مجلّہ ایک فکری سرمایہ ہے، اس کی اشاعت ثانی یقیناً ایک علمی نعمت سے کم نہیں۔ جناب محمد دین جوہر صاحب نے اس علمی روایت کے تسلسل کو بحال کر کے ہمارے فکری سرمایے میں ایک قیمتی اضافہ کیا جو قابل صد تحسین و مبارکباد ہے۔ اللہ اس مجلّے کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے دوام بخشے۔ (آمین)

● **ہدایۃ الصرف** مؤلف: مولانا نصیر اللہ

ضخامت: ۱۲۰ صفحات ناشر: جامعہ احیاء العلوم پشاور۔ 0343-9891795

اہل علم نے علم الصرف کو ام العلوم قرار دیا ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر مدارس دینیہ میں علم الصرف کی کئی کتابیں نصاب میں شامل ہیں، علم الصرف کی مشکل مباحث کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے اہل علم نے عام فہم زبان میں کتابیں لکھی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''ہدایۃ الصرف'' بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کو مولانا نصیر اللہ صاحب (مدرس جامعہ احیاء العلوم پشاور) نے مرتب کیا ہے۔ جس میں انہوں نے عام فہم انداز میں علم الصرف کے اہم اصطلاحات اور قواعد کو ستر حوالوں کے ساتھ بیان کیا ہے، علم الصرف پر عبور حاصل کرنے میں یہ مختصر کتاب بہترین ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ (آمین)